1504

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،21۔جنوری 2011

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

"بجٹ 12-2011 کے لئے ممبران اسمبلی سے پری بجٹ تجاویز
لینے کی غرض سے عام بحث جاری رہے گی"

1506

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 21۔ جنوری 2011

(یوم الجمع، 16۔ صفر المظفر 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿١﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿٢﴾
عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ﴿٥﴾
لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ
جُوعٍ ﴿٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاعِمَةٌ ﴿٨﴾ لِسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿٩﴾
فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿١٠﴾ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿١١﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿١٢﴾
فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ ﴿١٣﴾ وَأَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ ﴿١٤﴾ وَنَمَارِقُ
مَصْفُوفَةٌ ﴿١٥﴾ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿١٦﴾

سُوۡرَةُ الغَاشِيَة آیات 1 تا 16

بھلا تم کو ڈھانپ لینے والی (یعنی قیامت کا) حال معلوم ہوا ہے؟(1) اُس روز بہت سے منہ (والے) ذلیل ہوں گے (2) سخت محنت کرنے والے تھکے ماندے (3) دہکتی آگ میں داخل ہوں گے (4) ایک کھولتے ہوئے چشمے کا اُن کو پانی پلایا جائے گا(5) اور خار دار جھاڑ کے سوا اُن کے لئے کوئی کھانا نہیں (ہوگا)(6) جو نہ فربہی لائے اور نہ بھوک میں کچھ کام آئے (7) اور بہت سے منہ (والے) اس روز شادمان ہوں گے (8) اپنے اعمال (کی جزا) سے

خوش دل(9)بہشت بریں میں(10)وہاں کسی طرح کی بکواس نہیں سنیں گے(11)اس میں چشمے بہ رہے ہوں گے(12)وہاں تخت ہوں گے اونچے بچھے ہوئے(13)اور آبخورے(قرینے سے)رکھے ہوئے(14)اور گاؤ تکیے قطار کی قطار لگے ہوئے(15)اور نفیس مسندیں بچھی ہوئی(16)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تیری جالیوں کے نیچے تیری رحمتوں کے سائے
جسے دیکھنی ہو جنت وہ مدینہ دیکھ آئے
کیسی وہاں کی راتیں کیسی وہاں کی باتیں
انھیں پوچھ لو نبی کا جو مدینہ دیکھ آئے
نہ یہ بات شان سے ہے نہ یہ بات مال و زر کی
وہی جاتا ہے مدینے آقا جسے بلائے
جو مدینے لمحے گزرے جو مدینے دن گزارے
وہی لمحے زندگی ہیں وہی میرے کام آئے

سوالات

(محکمہ اطلاعات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ اطلاعات سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ آمنہ اُلفت صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔disposed of اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔ میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ لہذا یہ سوال بھی disposed of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4583 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان، منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4583: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان ڈویژن کے دفاتر میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی ہیں اور کیوں، ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ب) مذکورہ بالا دفاتر کے کتنے ملازمین پنجاب کے دوسرے سرکاری اداروں میں ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں اور کب سے اور ان کو کن آفیسرز کی اجازت سے دوسرے محکموں میں بھیجا گیا؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈویژنل انفارمیشن آفس ملتان میں درج ذیل اسامیاں خالی پڑی ہیں:-

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
1	آرٹیکل رائیٹر	1
2	فوٹوگرافر	1

3	ڈرائیور	1
4	نائب قاصد	1
5	ڈاک رنر	1

مذکورہ بالا اسامیاں جلد ہی قواعد وضوابط کے تحت پر کر لی جائیں گی۔

(ب) ڈویژنل انفارمیشن آفس ملتان کا کوئی ملازم کسی دوسرے سرکاری ادارے میں ڈیپوٹیشن پر کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں جن اسامیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی کل تعداد کتنی ہے اور یہاں پر Article Writer کی کتنی اسامیاں ہیں؟ جز (الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ "ایک" ہے تو باقی عہدوں پر کتنے لوگ کام کر رہے ہیں؟

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال کیا تھا اس میں انہوں نے صرف خالی اسامیوں کی تعداد پوچھی تھی وہ دے دی گئی ہے جو کہ پانچ بنتی ہیں۔ اس وقت کتنے لوگ کام کر رہے ہیں ان کے متعلق نہیں پوچھا گیا تھا یہ میں محترمہ کو معلوم کر کے بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اتنی بڑی جگہ پر پانچ لوگ کام کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ بتا رہے ہیں کہ پانچ خالی سیٹیں ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جی، خالی سیٹیں ہیں تو اس میں ایک ہی Article Writer کی اسامی ہے، یہ ایک ہی ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: جتنی ضرورت ہے اس کے مطابق ہی رکھنا ہے۔

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آگے ایک سوال آ رہا ہے اس میں یہ تعداد بھی دی گئی ہے کہ وہاں پر total strength کتنی ہے۔ یقیناً وہاں پر زیادہ لوگ ہوں گے لیکن یہاں خالی اسامیوں کا پوچھا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ان کو بتا دیا ہے۔ اب اگلا سوال بھی ملک محمد عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔disposed of. اگلا سوال محترمہ انجم صفدر صاحبہ کا ہے۔

RANA MUHAMMAD AFZAL KHAN: On her behalf.

جناب سپیکر: نہیں، وہ آ گئی ہیں۔ سوال نمبر بولئے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4738 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دفتر ڈی جی، پی آر میں ڈائریکٹرز کی منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیل

*4738: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر جنرل محکمہ تعلقات عامہ میں ڈائریکٹرز کی کتنی پوسٹیں ہیں، ان پوسٹوں پر تعینات افسران کے نام، عرصہ تعیناتی اور سکونتی ضلع کی مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ محکمہ میں ڈائریکٹرز کی کئی پوسٹیں خالی ہیں اگر ہاں تو انہیں کب تک fill کرنے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب میں ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز بی ایس 19 کی مستقل اسامیوں کی کل تعداد 10 ہے جبکہ ایک عارضی اسامی ڈائریکٹر الیکٹرانک میڈیا کی ہے اس کے علاوہ ایک اسامی ڈائریکٹر کوآرڈینیشن BS-19 اور ایک اسامی ڈائریکٹر ایڈمن BS-19 کی ہے جو کہ مستقل بنیادوں پر ہیں، جن کی تقسیم درج ذیل ہے۔ صدر دفتر لاہور 5، علاقائی دفتر راولپنڈی 1، بہاولپور 1، ملتان 1، ڈیرہ غازی خان 1، فیصل آباد 1، سرگودھا 1، گوجرانوالہ 1 اور لاہور 1 ہے۔ ان پر تعینات افسران کے نام، ڈومیسائل اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام دفتر	نام آفیسر	عہدہ	ڈومیسائل	تعیناتی کی تاریخ
ڈویژنل آفس گوجرانوالہ	مشتاق احمد	ڈی پی آر	سیالکوٹ	05-09-2006
ڈویژنل آفس لاہور	ڈاکٹر محمد اسلم ڈوگر	ڈی پی آر	فیصل آباد	06-09-2006
صدر دفتر لاہور	نبیلہ غضنفر	ڈائریکٹر نیوز (الیکٹرانک میڈیا)	گجرات	06-09-2006
صدر دفتر لاہور	غزالہ نثار	ڈائریکٹر پبلک ریلشنز	فیصل آباد	06-09-2006
ڈویژنل آفس ڈی جی خان	اعجاز احمد غوری	ڈی پی آر	ڈی جی خان	11-09-2006
ڈویژنل آفس بہاولپور	محمد نذیر خالد	ڈی پی آر	سرگودھا	11-09-2006
ڈویژنل آفس سرگودھا	انصار حسین شیخ	ڈی پی آر	لاہور	10-11-2008
ڈویژنل آفس، راولپنڈی	پروین محمود	ڈی پی آر	فیصل آباد	25-11-2008
صدر دفتر لاہور	امجد حسین بھٹی	ڈائریکٹر فلمز	لاہور	15-07-2009
صدر دفتر لاہور	ارشد سعید	ڈائریکٹر ایڈمن	لاہور	06-09-2006

(ب)　محکمہ ہذا میں ڈائریکٹر کی صرف ایک اسامی خالی ہے جس پر آفیسر کی تعیناتی کے لئے ورکنگ پیپر تیار کیا جارہا ہے۔جلد ہی کیس حکومتی بورڈ کے سامنے برائے منظوری پیش کر دیا جائے گا جہاں ضروری منظوری کے بعد اہل آفیسر کی تعیناتی کے لئے سفارش کی جائے گی۔مزید یہ کہ ایک ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز محمد منیر ملک آئی جی پنجاب کے ساتھ اور دوسرے ڈائریکٹر کوآرڈینیشن عبدالمجید شاہد محکمہ اطلاعات پنجاب میں بطور او ایس ڈی کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ انجم صفدر: اس جواب کے جز (الف) میں فیصل آباد اور سرگودھا کے حوالے سے جواب دیا گیا ہے کہ "محکمہ تعلقات عامہ پنجاب میں ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز بی ایس۔19 کی مستقل اسامیوں کی کل تعداد 10 ہے۔"فیصل آباد اور سرگودھا میں ڈائریکٹر کی اسامیاں خالی پڑی ہیں جہاں پر ڈپٹی ڈائریکٹر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تھوڑا سا سستا لیں تو بہتر ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! میں ابھی بھاگتی ہوئی آئی ہوں۔ میں یہ سوال کرنا چاہ رہی تھی کہ 1999 سے یہ سیٹ خالی ہے، کیا وجہ ہے کہ یہاں پر ڈپٹی ڈائریکٹر کام کر رہے ہیں، ڈائریکٹر نہیں ہیں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو لوگ کام کر رہے ہیں یہ سینئر ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں اور اس میں بعض معزز employees کی promotion کا مسئلہ بھی ہوتا ہے اور اس میں چونکہ یہ promotion سے پُر ہونے والی سیٹیں ہیں تو بہر حال سینئر ڈپٹی ڈائریکٹر ان سیٹوں پر بہتر طور پر کام کر رہے ہیں۔

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! عابد کمالوی صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں جو کہ یہاں پر تقریباً دس سال سے کام کر رہے ہیں۔ کیا بات ہے کہ یہ دس سال سے یہاں پر کام کر رہے ہیں وہاں پر ڈائریکٹر کیوں نہیں ہے؟ محترم وزیر صاحب نے بالکل درست بات کہی ہے کہ سنیارٹی کا معاملہ بھی ہوتا ہے مگر ایک سیٹ جس پر ڈائریکٹر کو ہونا چاہئے تھا وہاں پر ڈپٹی ڈائریکٹر تعینات ہے، سرگودھا میں بھی تقریباً دو سال سے سیٹ خالی ہے۔ انہوں نے مجھے لسٹ دی ہے اس میں چھٹے نمبر پر انصار حسین صاحب کا نام لکھا ہے انہیں بھی ریٹائر ہوئے تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ سرگودھا میں بھی ڈائریکٹر کی یہ سیٹ پُر نہیں ہے۔ پلیز! مجھے ذرا اس کی تفصیل بتا دی جائے؟

وزیر اطلاعات(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں، میں نے کل ڈیپارٹمنٹ سے خود جواب طلب کیا تھا اس کے مطابق ان کا مفصل جواب یہ ہے کہ اس وقت محکمہ ہذا میں ڈائریکٹرز کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے تین اسامیاں فیصل آباد، سرگودھا اور ہیڈ آفس میں خالی ہیں جن پر اہل افسران کی ترقی کا کیس حکومت کو ضروری کارروائی کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ اس میں Promotion Board بنا ہوتا ہے اس حساب سے Board کی میٹنگ ہوگی اور یہ لوگ promote ہو جائیں گے اور یہ لوگ جو سینئر ڈپٹی ڈائریکٹر کے طور پر کام کر رہے qualify otherwise تو یہی کرتے ہیں کہ promote ہو کر ڈائریکٹر کے عہدوں پر کام کریں۔ یہ case in process ہے۔

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ مگر جو خالی اسامیاں ہیں ان پر ڈائریکٹرز ہی تعینات کریں تو زیادہ بہتر ہے نہ کہ کسی ڈپٹی ڈائریکٹر کو وہاں اتنے عرصہ کے لئے تعینات کر دیا جائے۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہوں گی کہ جواب کے جز(ب) میں آپ نے یہ کہا ہے کہ "محکمہ ہذا میں ڈائریکٹر کی صرف ایک اسامی خالی ہے جس پر آفیسر کی تعیناتی کے لئے ورکنگ پیپر تیار کیا جارہا ہے۔ جلد ہی کیس حکومتی بورڈ کے سامنے برائے منظوری پیش کر دیا جائے گا جہاں ضروری منظوری کے بعد اہل آفیسر کی تعیناتی کے لئے سفارش کی جائے گی۔ مزید یہ کہ ایک ڈائریکٹر پبلک ریلشنز محمد منیر ملک آئی جی پنجاب کے ساتھ اور دوسرے ڈائریکٹر کوآرڈینیشن عبدالمجید شاہد محکمہ اطلاعات پنجاب میں بطور او ایس ڈی کام کر رہے ہیں۔" جو ڈائریکٹر پبلک ریلشنز محمد منیر ملک صاحب ہیں ان کو ریٹائر ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے اور میرے سوال کے جواب کو آئے ہوئے بھی ایک سال ہو گیا ہے تو میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ یہ خالی اسامی کب پُر کی جائے گی؟ ڈائریکٹر کوآرڈینیشن عبدالمجید شاہد صاحب جو سابقہ دور میں فیصل آباد میں ڈائریکٹر اشتہارات تھے جنہوں نے "پڑھا لکھا پنجاب" کے اشتہارات میں لاکھوں کا غبن کیا تھا۔ موجودہ حکومت نے جناب ڈائریکٹر صاحب کو replace کر دیا تھا اور ان کی انکوائریاں بھی چل رہی تھیں مگر جب گورنر راج نافذ ہوا تو موصوف کو ڈائریکٹر اشتہارات تعینات کر دیا گیا جنہوں نے ایک ماہ کے دوران دوبارہ اپنے جوہر دکھائے۔ کیا موصوف کے خلاف چلنے والی انکوائریاں ابھی تک stand کر رہی ہیں، اب ان کا کیا status ہے اور وہاں پر کسی کو تعینات کیا گیا ہے؟

وزیر اطلاعات(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن صاحب کا ذکر انہوں نے کیا ہے عبدالمجید شاہد، وہ ریٹائر ہو چکے ہیں ان کے خلاف enquiries stand کرتی ہیں اور enquiries کے متعلق سوال میں نہیں پوچھا گیا تھا اس لئے اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ ڈی جی اینٹی کرپشن کو حکومت کی طرف سے

direction جائے گی کہ ان enquiries کو جلد از جلد conclude کریں اور اگر ان کا کوئی جرم بنتا ہے تو قانون کے مطابق ان کے خلاف کارروائی ہوگی۔

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! موجودہ حکومت نے اس کو replace کیا تھا، اگر وہ ریٹائر بھی ہو گئے ہیں تو میرے خیال میں جس شخص نے غبن کیا ہو اور اس پر اس قسم کے الزامات ہوں تو اس کے خلاف صرف انکوائری ہی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کو سزا بھی دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر: انکوائری مکمل ہوگی تو پھر ہی کچھ تجویز کیا جائے گا کہ کیا step لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب والا! جیسا کہ اس سوال کے جواب میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ دس ڈویژنل دفاتر ہیں اور اس محکمے میں دوسرے بے شمار سینئر افسران موجود ہیں، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان افسران کی کارکردگی سے وزیر صاحب مطمئن ہیں، ان کے کیا فرائض ہیں کیونکہ ہمیں اپنے شہر میں اس محکمے کی کوئی کارکردگی نظر نہیں آتی؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک کارکردگی کا تعلق ہے اس سے متعلق satisfaction کا اظہار کیا ہے، معزز ممبر نے جو observation دی ہے اس سے contradict تو نہیں کر سکتا بہر حال محکمے کی کارکردگی بڑھانے کے لئے مختلف تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ یہ Question Hour اور ممبران کی طرف سے ان چیزوں کو معلوم کرنا بھی کارکردگی check کرنے اور جانچنے کا ہی طریقہ ہے۔ تاہم کوشش کی جائے گی کہ اس محکمے کی کارکردگی میں اضافہ ہو اور یہ زیادہ بہتر انداز سے اپنا کام کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔

محترمہ انجم صفدر: سوال نمبر 4739 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال ڈویژن میں تعلقات عامہ کے ڈائریکٹوریٹ کا قیام

*4739: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہر ڈویژنل مقام پر محکمہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹوریٹ قائم ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ساہیوال کو یکم جولائی 2008 سے ڈویژن کا درجہ دیا جا چکا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ شہر میں محکمہ تعلقات عامہ کے دفتر کو اپ گریڈ کر کے ڈائریکٹوریٹ کا درجہ نہیں دیا گیا؟

(د) کیا حکومت مذکورہ شہر کے تعلقات عامہ کے دفتر کو بھی اپ گریڈ کر کے ڈائریکٹوریٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہر ڈویژنل مقام پر محکمہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹوریٹ آفس قائم ہیں۔

(ب) درست ہے کہ حکومت نے ساہیوال کو 2008 میں درجہ دے دیا ہے۔

(ج،د) مذکورہ شہر میں دفتر تعلقات عامہ کو اپ گریڈ کر کے ڈائریکٹوریٹ تعلقات عامہ کے لئے فنڈز اور اسامیوں کی منظوری کے لئے کیس حکومت کے پاس زیر غور ہے جس پر ضروری کارروائی اور محکمہ فنانس کے ساتھ معاملات طے کر کے عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ انجم صفدر: جناب والا! جواب کے جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ "یہ درست ہے کہ حکومت نے ساہیوال کو 2008 میں ڈویژن کا درجہ دے دیا تھا" اس کے ساتھ ہی میں نے جز (ج) میں یہ سوال کیا تھا کہ "کیا حکومت تعلقات عامہ کے دفتر کو upgrade کرنے کے لئے ڈائریکٹوریٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟" یہ جواب دیا گیا ہے کہ ڈائریکٹوریٹ تعلقات عامہ کے لئے فنڈز اور اسامیوں کی منظوری کے لئے کیس حکومت کے پاس زیر غور ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہ عمل کب تک ہو جائے گا؟ 2008 میں سرگودھا کو ڈویژن کا درجہ دیا گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: سرگودھا نہیں ساہیوال ہے۔

محترمہ انجم صفدر: جی، ساہیوال کو ڈویژن کا درجہ دیا گیا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس بات کو دو سال ہو گئے ہیں اور جواب آئے ہوئے بھی ایک سال ہو گیا ہے، کب تک اس پر عمل ہو جائے گا؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کا جو مؤقف ہے کہ مورخہ 22۔فروری 2010 کو ساہیوال میں قائم مقام ضلعی دفتر کو ڈویژنل آفس کا درجہ دینے کے لئے نئی اسامیوں اور دیگر اخراجات

کی تفصیل، پچھلا جو بجٹ تھا اس کی preparation تک یہ معاملہ ابھی finalize نہیں ہوا تھا تو اب یہ معاملہ finalize ہو گیا ہے۔اس بجٹ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے required رقم رکھ دی جائے گی اور اگلے مالی سال تک یہ سارا معاملہ complete ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: سوال نمبر 4746 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ریجنل دفاتر میں ڈائریکٹرز کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا مسئلہ

*4746: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی، سرگودھا کے ریجنل دفاتر میں ڈائریکٹرز کی عرصہ دراز سے خالی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

اس ضمن میں عرض ہے کہ صرف ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد اور ملتان میں ڈائریکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں جب کہ یہاں پر تعینات سینئر ڈپٹی ڈائریکٹرز تعلقات عامہ، ڈائریکٹرز کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں مزید یہ کہ ڈویژنل انفارمیشن آفس راولپنڈی اور سرگودھا میں ڈائریکٹرز تعینات ہیں جو کہ اس وقت محکمہ انتظامیہ کی منظوری کے ساتھ صدر دفتر لاہور میں خاص امور کی انجام دہی کے لئے کام کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے ڈویژنل دفاتر کے کام بھی سرانجام دے رہے ہیں۔

مزید برآں ڈائریکٹر کی محکمانہ ترقی کا کیس تیار کر کے حکومت کو بھیج دیا گیا ہے۔جس پر ضروری کارروائی اور صوبائی سلیکشن کمیٹی کی منظوری سے ترجیحی بنیادوں پر اہل ڈائریکٹر کو مذکورہ دفاتر میں تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں معزز وزیر سے پہلا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ "ملتان اور فیصل آباد میں ڈائریکٹر کی اسامیاں خالی ہیں" جبکہ یہاں پر تعینات سینئر ڈپٹی ڈائریکٹر تعلقات عامہ ڈائریکٹر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ یہ

اسامیاں کب سے خالی ہیں اور جب یہ ڈائریکٹر کی ذمہ داریوں کو پورا کر رہے ہیں تو obviously ان کی بھی کوئی نہ کوئی responsibilities ہوتی ہوں گی، ان کی اپنی ذمہ داریاں کون پورا کر رہا ہے، کیا یہ دونوں ذمہ داریوں کو look after کرتے ہیں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محکمے کا جو مفصل جواب ہے وہ اس طرح سے ہے کہ ڈویژنل انفارمیشن آفس، راولپنڈی میں تعینات ڈائریکٹر مسز پروین محمود (BS-19) کو special assignment کی انجام دہی کے لئے ہیڈ آفس لاہور میں loan کی بنیاد پر تعینات کیا گیا ہے اور اسی طرح سے مسٹر فہیم ممتاز ڈپٹی ڈائریکٹر، راولپنڈی کو ان کی غیر موجودگی میں دفتر کے امور کی انجام دہی کے لئے پابند کیا گیا ہے۔ اس میں میری گزارش ہے کہ بعض افسران کو special assignment کے لئے لاہور میں کام کرنے کے لئے کہا جاتا ہے اور meantime وہ اپنے آفس کی بھی look after کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہاں پر جو سینئر ترین آفیسر ہوتا ہے اس کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ معاملات کو بہتر طور پر سرانجام دے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! وزیر موصوف نے میرے دوسرے ضمنی سوال کا جواب پہلے ہی دے دیا ہے میں نے وہ پوچھا ہی نہیں تھا، میں نے ان سے پوچھا تھا کہ یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

جناب سپیکر: چلیں، انہوں نے جواب دے دیا ہے تو ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: No problem: میرے پاس جواب آگیا ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں اور جو اسامیاں خالی ہیں ان کو حکومت fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! "یہ کب سے خالی ہیں؟" یہ تو چونکہ سوال میں پوچھا ہی نہیں گیا تھا میں اس کی exact date معلوم کرکے بتا دوں گا۔ باقی حکومت کا ارادہ ہے کہ ان اسامیوں کو پُر کیا جائے اور جیسا کہ ابھی آخری جو سوال گزرا ہے، اس کے جواب میں بتایا گیا تھا کہ جو Promotion Board ہے اس کی meeting due ہے اور اس Promotion Board کے نتیجے میں جو لوگ promote ہوں گے اس کے بعد ان کو ڈائریکٹر کے طور پر تعینات کر دیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! چونکہ یہ field سے related ہے، وزیر موصوف نے پہلے سوال کے جواب میں ذکر کر دیا تھا کہ وہ ایک special assignment لاہور کے صدر دفتر میں بیٹھ کر

سر انجام دے رہے ہیں، ان لوگوں کی originally سرگودھا، راولپنڈی میں تعیناتی ہے، ان کی field راولپنڈی اور سرگودھا ہے۔ لاہور میں بیٹھ کر یہ اپنی special assignment تو complete کر رہے ہیں جو دوسرے اضلاع میں بیٹھے ہوئے ہیں کیا ان کا اپنا کام suffer نہیں کرتا، کیا اس وجہ سے سرگودھا اور راولپنڈی کے امور neglect نہیں ہو رہے ؟

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے special assignment کے ساتھ ساتھ ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ یہ اپنی original duty کی بھی lookafter کریں اور ان offices میں جو سینئر ترین افسران ہیں ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ ان معاملات کو بہتر انداز سے چلائیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! یہ سوال 16۔فروری 2010 کو موصول ہوا ہے اس وقت یہ پوزیشن تھی اور ان کو یہ special assignment دی گئی تھی، اب یہ special assignment کب تک جاری رہنی ہے اور کتنے عرصہ کے لئے ہے کیونکہ ایک ایک سال یا دو دو سال special assignment ہی چلتی رہتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی present position کیا ہے، موصوف واپس چلے گئے ہیں یا ابھی special assignment چل رہی ہے ؟

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ special assignment فی الوقت تو جاری ہے اس کے ختم ہونے کے بعد اُن کو واپس بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: On his behalf سوال نمبر 5539 ہے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ، محکمہ اطلاعات کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5399: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ اطلاعات گوجرانوالہ میں منظور شدہ اسامیاں گریڈ اور اسامی وار بتائیں ؟

(ب) کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کتنی پُر ہیں ؟

(ج) اسامیاں خالی کب سے ہیں اوران پر تعینات نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟
(د) اس محکمہ کو سال 10-2009 کو کتنی گرانٹ فراہم کی گئی تھی؟
(ہ) کتنی رقم خرچ ہوئی کتنی رقم lapse ہوئی؟
(و) اس سال کے دوران اس ضلع میں جو پراجیکٹ مکمل ہوئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ اطلاعات گوجرانوالہ میں منظور شدہ اسامیوں کی گریڈوار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	اسامی مع سکیل	تعداد
1	ڈائریکٹر BS-19	1
2	ڈپٹی ڈائریکٹر BS-18	2
3	انفارمیشن آفیسر BS-17	1
4	اسسٹنٹ BS-14	1
5	سینئر فوٹو گرافر BS-14	1
6	فوٹو گرافر BS-13	2
7	سٹینو گرافر BS-12	2
8	آرٹیکل رائٹر BS-11	1
9	آپریٹر BS-10	1
10	سینئر کلرک BS-09	2
11	جونیئر کلرک BS-07	1
12	ڈاک روم اٹینڈنٹ BS-05	1
13	ڈرائیور BS-04	2
14	ہیلپر BS-02	1
15	دفتری BS-02	1
16	کلینر BS-02	1
17	نائب قاصد BS-02	2
18	ڈاک رنر BS-02	1
19	چوکیدار BS-01	1
20	سویپر BS-01	1

(ب) محکمہ اطلاعات گوجرانوالہ میں ایک ڈارک روم اٹینڈنٹ (BS-5) کی اسامی خالی ہے باقی تمام اسامیاں پُر ہیں۔

(ج) محکمہ اطلاعات گوجرانوالہ میں ڈارک روم اٹینڈنٹ (BS-5) کی اسامی مورخہ 10-06-09 سے خالی ہے۔اس کو جلد ہی حکومتی قواعد وضوابط کے تحت پُر کر لیا جائے گا۔

(د) محکمہ اطلاعات گوجرانوالہ کو مالی سال 2009-10 کے لئے مبلغ -/56,14,549 روپے کی گرانٹ فراہم کی گئی جس میں افسران وسٹاف کی تنخواہیں، الاؤنسز اور contingencies بھی شامل ہیں۔

(ہ) مذکورہ بالا دفتر میں اب تک مبلغ -/42,17095 روپے کی رقم خرچ ہوئی، جب کہ مالی سال 2009-10 کو ختم ہونے میں تین مہینے کا عرصہ ابھی باقی ہے لہذا فنڈز lapse ہونے کی تفصیل 30۔جون کے بعد ہی دی جا سکتی ہے۔

(و) مذکورہ بالا دفتر کو غیر پیداواری بجٹ جاری کیا گیا ہے اس لئے کسی پراجیکٹ کی تکمیل اور تخمینہ لاگت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا آگے سوال تو نہیں ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، نہیں۔

جناب سپیکر: دیکھ لینا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب والا! مالی سال 2009-10 کو ختم ہونے میں تین ماہ کا عرصہ ابھی باقی ہے لہذا funds lapse ہونے کی تفصیل 30۔جون کے بعد ہی دی جا سکتی ہے اور اس سوال کا جواب 21۔مئی 2010 کو موصول ہوا ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے funds lapse ہوئے ہیں اور وہ استعمال کیوں نہیں کئے گئے؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! 30۔جون کی جو پوزیشن ہے وہ اس طرح سے ہے کہ محکمہ اطلاعات گوجرانوالہ کو مالی سال 2009-10 کے لئے مبلغ 60 لاکھ 19 ہزار 349 روپے کی رقم بطور بجٹ گرانٹ فراہم کی گئی اس رقم میں pay and allowances اور contingencies کے لئے

اخراجات شامل تھے کل بجٹ میں سے 57لاکھ 13 ہزار 143 روپے کے اخراجات کئے گئے اور مبلغ 3لاکھ 6ہزار 206روپے کی بچت کی گئی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ پیسے خرچ کیوں نہیں کئے گئے اور یہ lapse کیوں ہوئے؟

جناب سپیکر: راناصاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ یہ پیسے lapse کیوں ہوئے؟

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ غیر ترقیاتی بجٹ ہوتا ہے، اس میں تنخواہ اور الاؤنسز کے علاوہ کوئی ایسے امور جن کی اچانک ضرورت پڑتی ہے جن میں کوئی مرمت اور باقی چھوٹی موٹی چیزوں کے لئے رکھے جاتے ہیں اور بعض اوقات ان کی ضرورت نہیں پڑتی تو وہ بچت ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 5400 میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر محمد اشرف چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ، سرکاری اشتہارات کی تعداد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*5400: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کتنے رسالے، ڈیلی نیوز پیپرز شائع ہوتے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(ب) ان کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی مالیت کے اشتہارات دیئے گئے؟

(ج) ان کو ان اشتہارات کے عوض کتنی رقم ادا کی گئی اور کتنی بقایا ہے؟

(د) بقایا رقم کس کس رسالے اور نیوز پیپرز کی ہے؟

(ہ) یہ بقایا رقم کب تک ادا کر دی جائے گی؟

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل 272 رسالے، ڈیلی نیوز پیپرز شائع ہوتے ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان میں سے جو اخبارات گورنمنٹ کی سنٹرل میڈیالسٹ پر ہیں انہیں 09-2008 اور 10-2009 کے دوران جتنی مالیت کے اشتہارات دیئے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ	46,88,142/- روپے
-2	روزنامہ سعادت گوجرانوالہ	5,59,714/- روپے
-3	روزنامہ سماج گوجرانوالہ	6,21,900/- روپے
-4	روزنامہ سیاست گوجرانوالہ	1,78,661/- روپے
-5	روزنامہ تجارت گوجرانوالہ	15,20,858/- روپے
-6	روزنامہ طاقت گوجرانوالہ	3,93,370/- روپے

(ج) جن اخبارات کو اشتہارات کے عوض جتنی رقم ادا کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ	40,29,000/- روپے
-2	روزنامہ سعادت گوجرانوالہ	4,87,933/- روپے
-3	روزنامہ سماج گوجرانوالہ	4,98,067/- روپے
-4	روزنامہ سیاست گوجرانوالہ	1,03,864/- روپے
-5	روزنامہ تجارت گوجرانوالہ	13,04,982/- روپے
-6	روزنامہ طاقت گوجرانوالہ	10,754/- روپے

(د) جن اخبارات ورسائل کی رقم بقایا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1	روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ	6,59,142/- روپے
-2	روزنامہ سعادت گوجرانوالہ	71,782/- روپے
-3	روزنامہ سماج گوجرانوالہ	1,23,832/- روپے
-4	روزنامہ سیاست گوجرانوالہ	74,797/- روپے
-5	روزنامہ تجارت گوجرانوالہ	2,15,876/- روپے
-6	روزنامہ طاقت گوجرانوالہ	3,86,616/- روپے

(ہ) یہ بقایا رقم ستمبر 2010 تک ادا کر دی جائے گی۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ جو رسالے اور ڈیلی نیوز پیپر شائع ہوتے ہیں ان میں سے کتنے باقاعدہ محکمے سے رجسٹریشن کے بعد شائع ہوتے ہیں اور کتنے بغیر رجسٹریشن کے شائع ہوتے ہیں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کافی واضح طور پر اس کا جواب دے دیا گیا ہے کہ رجسٹریشن کے بعد ہی شائع ہوتے ہیں اگر کوئی رجسٹریشن کے بغیر شائع ہو اور محکمے کو اس کی شکایت ملے تو

اسے بند کر دیا جاتا ہے، without registration کسی بھی اخبار یا رسالے کے جاری ہونے کی قانون میں گنجائش ہے اور نہ ہی جاری ہو سکتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے دو سوال کر چکی ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: نہیں۔ میں نے ایک ہی سوال کیا ہے وہ بھی عامر ڈوگر صاحب تھے نہیں اس لئے ان کا سوال لیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، سوال کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ بقایا رقم ستمبر 2010 تک ادا کر دی جائے گی کیا یہ بقایاجات ادا کر دیئے گئے ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بقایاجات ادا کر دیئے گئے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال ہے کہ کئی مقامی اخبارات کو بہت زیادہ اشتہار دیئے گئے ہیں جیسے روزنامہ "تجارت" ہے اسے 15 لاکھ روپے کے اشتہار دیئے گئے ہیں جبکہ باقی اخبارات کو 5 یا 6 لاکھ روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں تو ان کو کس criteria پر اشتہار دیئے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: روزنامہ "تجارت" کو 15 لاکھ روپے کے نہیں بلکہ 13 لاکھ روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! 13 لاکھ روپے کی ادائیگی کی گئی ہے اور 2 لاکھ روپے بقایا ہیں۔

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ مقامی اخبارات کی circulation کی بنیاد پر assess کرتا ہے کہ کس اخبار کو کتنے اشتہار جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 6032 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*6032: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ اطلاعات فیصل آباد کے کتنے دفاتر کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان میں منظور شدہ اسامیاں گریڈوار بتائیں؟

(ج) کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

(د) ان دفاتر کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے گاڑیوں کے و دیگر اخراجات بتائیں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) فیصل آباد میں محکمہ اطلاعات کا ایک دفتر ہے جو کمشنر کمپلیکس II میں واقع ہے۔

(ب) اس میں منظور شدہ گریڈوار اسامیوں کی تفصیل فلیگ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ڈویژنل انفارمیشن آفس فیصل آباد میں فوٹو گرافر (BS-13) کی ایک اسامی خالی ہے۔ حکومت پنجاب نے نئی بھرتیوں پر پابندی لگا دی ہے۔ پابندی ختم ہونے کے بعد مذکورہ خالی اسامی کو حکومتی قواعد و ضوابط کے مطابق پُر کر لیا جائے گا۔

(د) مذکورہ دفتر میں برائے مالی سال 09-2008 اور 10-2009 گاڑیوں اور دیگر اخراجات کی تفصیل فلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی گئی ہے اس کے مطابق فیصل آباد میں اٹھائیس ملازمین ہیں جن میں دو ڈائریکٹر ہیں، دو انفارمیشن آفیسر ہیں، ایک ٹیلیکس آپریٹر بھی ہے، ایک آرٹیکل رائٹر ہے پھر ڈارک روم اٹینڈنٹ ہے۔ عوام کے بڑے ہی مشکل سے اکٹھے کئے گئے ٹیکسوں پر یہ محکمہ چلتا ہے، اب عرصہ دراز سے ٹیلیکس کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ یہ محکمے لوگوں کو پالنے اور انہیں تنخواہیں دینے کے لئے تو نہیں کھولے گئے بلکہ یہ محکمے result oriented ہونے چاہئیں۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ آج کل ٹیلیکس آپریٹر اور ڈارک روم اٹینڈنٹ کیا کام کرتا ہے؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح سے ٹیکنالوجی تبدیل ہوتی ہے اس طرح سے ان لوگوں کو بھی تیار کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی adjustability بنائیں۔ جہاں پر اس بات کا لحاظ بڑا ملحوظ خاطر

ہونا چاہئے کہ کوئی محکمہ بلاوجہ کسی کو تنخواہ نہ دے لیکن وہاں پر ایک ایسا ملازم جو کہ دس پندرہ سال سے ملازم چلا آ رہا ہے اسے کسی بھی وجہ سے بے روزگار کرنا بھی کسی طرح سے قرین قیاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جو یہ ٹیسٹ مانگتے ہیں اب وہ qualify کر گئے ہوں گے ؟

رانا محمد افضل خان: اللہ کرے وہ qualify کر گئے ہوں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سارے محکمے میں فوٹو گرافر کی ایک اہم post ہے جو شاید تصویروں کے ذریعے حکومت کی کارکردگی دکھا سکے اس post پر ban لگا ہوا ہے اور وہ خالی ہے۔ میرا اصل سوال یہ ہے کہ بدلے ہوئے حالات کے مطابق محکموں کو اپنی reorganization کرنی چاہئے۔ مجھے لگتا ہے کہ اس محکمے کے اندر پندرہ بیس سال سے یعنی جب سے ٹیلیکس کا زمانہ ختم ہوا ہے اس کی reorganization ہی نہیں ہوئی۔ کیا حکومت ان محکموں کی reorganization کر کے انہیں جدید طریقوں پر استوار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً یہ بہت valid observation ہے، بالکل اس محکمے کی reorganization ہونی چاہئے اور اس محکمے کے متعلقہ حکام اس بات کو note کر رہے ہیں اور میں بالکل اس سے agree کرتا ہوں کہ reorganization ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 6035 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں شائع ہونے والے روزناموں، رسالوں کی تفصیلات

*6035: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد میں کتنے روزنامے، ہفت روزہ اور ماہنامہ رسالے شائع ہوتے ہیں ؟

(ب) ان میں سے کتنے باقاعدہ محکمہ سے رجسٹریشن کے بعد شائع ہو رہے ہیں، ان کے نام بتائیں ؟

(ج) کتنے ابھی تک محکمہ سے رجسٹریشن کے بغیر شائع ہو رہے ہیں ؟

(د) ان کو یکم جنوری 2008 سے کتنی مالیت کے اشتہارات حکومت کی طرف سے دیئے گئے ہیں ؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) فیصل آباد میں شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی تعداد درج ذیل ہے:۔

روزنامے	134
ہفت روزہ	198
پندرہ روزہ	15
ماہنامے	135
سہ ماہی	13
ششماہی	1
سالنامے	9
کل تعداد	505

(ب) لسٹ طویل ہونے کی وجہ سے یہاں درج نہیں کی جا سکتی اس کی لسٹ ہمرہ جواب (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ تمام اخبارات و جرائد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ / ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سے منظوری / ڈیکلریشن جاری ہونے کے بعد شائع ہو رہے ہیں۔

(ج) محکمہ کے پاس بغیر رجسٹریشن کے شائع ہونے والے اخبارات و جرائد کی ابھی تک کوئی اطلاع و شکایت موجود نہ ہے۔

(د) یکم جنوری 2008 سے 31۔ اکتوبر 2010 تک فیصل آباد سے شائع ہونے والے اخبارات / جرائد کو دفتر ہذا سے اشتہارات جاری ہوئے ان کی تفصیل (فلیگ "اے") ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جواب کے مطابق فیصل آباد سے ہر روز 134 اخبارات شائع ہوتے ہیں۔ ہفت روزہ 198 ہیں، ماہنامے 135 ہیں، اخبارات کو اجازت دینے کی کوئی شرائط ہوتی ہیں کہ اگر یہ regularly publish نہیں ہوتے تو ان کا لائسنس منسوخ کر دیا جاتا ہے۔ 134 روزنامے 200 کے قریب ہفت روزے، 135 ماہنامے ہیں فیصل آباد اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ periodically check کر کے کینسل کئے جاتے ہیں اگر کینسل کئے گئے ہیں تو پچھلے ایک سال میں کتنے کینسل کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبر کی observation تو valid ہے لیکن اگر کوئی دس یا بیس پیپر شائع کر کے اپنی minimum requirement کو پورا رکھے تو پھر وہ اس target میں نہیں آتا کہ اسے کینسل کر دیا جائے اور یقیناً یہ بات ہے کہ بعض اخبارات یا ہفت روزہ یا پندرہ روزہ یا ماہناموں کی circulation انتہائی کم ہے لیکن پچھلے سال میں کسی کو کینسل نہیں کیا گیا یعنی ایسی کوئی بات موجود نہیں کہ پچھلے سال میں کسی کو کینسل کیا گیا ہو اور کینسل کرنے کا بھی ایک علیحدہ procedure ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جو ایوان کی میز پر تفصیل رکھی گئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ کس کس اخبار کو کتنے کتنے اشتہارات دیئے گئے ہیں اس میں چند معروف اخبارات ہیں جن کو اشتہار دیئے گئے ہیں۔ سترہ نمبر پر ڈیلی "طاقت" ہے۔ میں بیس سال سے فیصل آباد میں ایک سیاسی کا ممبر کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔ میں نے زندگی میں اس کا نام نہیں سنا اور پچھلے سال اس اخبار کو 20 لاکھ 62 ہزار روپے کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔ میرا مقصد اس محکمے کی کارکردگی کو اجاگر کرنا ہے، کتنے افسران ہیں، کتنے اخبارات ہیں، کتنے اشتہارات ہیں، میری جناب کے توسط سے وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ اس محکمے کو overhaul کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محکمے کو overhaul کریں۔

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بڑی valid observation ہے اس سے پہلے بھی ایک شہر کے متعلق بات ہوئی ہے کہ وہاں بڑا غبن کر کے اب وہ ریٹائر ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ واقعی اشتہارات میں بڑا غبن ہے اور اس میں بہت زیادہ شکایات ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو بیشک دو تین معزز ممبران کی کمیٹی بنا دیں جو سارے معاملے کو overall دیکھ لے۔

جناب سپیکر: پلیز، کمیٹی رہنے دیں، آپ خود ہی کریں۔

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی direction جاری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! On her behalf Question No.6115 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ شگفتہ شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں شائع ہونے والے روزناموں، ہفت روزوں، ماہناموں کی تفصیلات

*6115: **محترمہ شگفتہ شیخ:** کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سرکاری اشتہارات کن کن اخبارات، ہفت روزوں اور ماہناموں کو دیئے جاتے ہیں؟

(ب) علاقائی اخبارات کو اشتہارات کا کتنے فیصد حصہ دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا علاقائی اخبارات و ہفت روزوں کو ان کے ضلع کے ہی اشتہارات دیئے جاتے ہیں یا کہ دوسرے اضلاع کے بھی؟

(د) ضلع قصور میں کتنے اخبار و رسائل شائع ہوتے ہیں جن لوگوں نے اخبارات کے لئے ڈیکلریشن لے رکھے ہیں مگر وہ شائع نہیں ہو رہے حکومت ان کے بارے میں کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) ضلع قصور کے کتنے اخبارات سنٹرل میڈیا لسٹ پر ہیں اور ان کو سال 2008-09 میں کتنی مالیت کے اشتہارات دیئے گئے؟

(و) کیا کوئی محکمہ اشتہارات کے لئے ڈی جی پی آر کو اپنی پسند کے اخبارات کا لکھ سکتا ہے یا کہ یہ اختیار صرف ڈی جی پی آر کو ہی حاصل ہے کہ وہ کس کس کو اشتہار جاری کرے؟

(ز) کیا ضلع قصور سے شائع ہونے والے اخبارات کا حق نہیں کہ اس ضلع کو تمام اشتہارات 25 فیصد کوٹے کے حساب سے دیئے جائیں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) جو اخبارات ، ہفت روزے اور ماہنامے حکومت کی سنٹرل میڈیا لسٹ پر ہوں اور صوبائی حکومت کی طرف سے انہیں اشتہارات کے اجرائی کی اجازت ہو تو اشتہارات جاری کئے جاتے ہیں۔

(ب) علاقائی اخبارات کو اشتہارات کا 25 فیصد حصہ دیا جاتا ہے۔

(ج) علاقائی اخبارات وہفت روزہ اخبارات کوان کے ریجن کے ہی اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔

(د) پریس لاز برانچ کے ریکارڈ کے مطابق ضلع قصور میں20 اخبارات و جرائد کو ڈیکلریشن جاری کئے گئے۔جن اخبارات کی اعزازی کاپیاں برانچ ہذا میں جمع نہیں ہو رہی ان کو ڈیمانڈ نوٹس اور شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں اور ایڈوائس منسوخی کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر قصور کو لیٹر لکھے گئے ہیں۔

(ہ) ضلع قصور کے چار اخبارات و جرائد وفاقی حکومت کی سنٹرل میڈیا لسٹ پر ہیں جن کے نام یہ ہیں:-

(i) روزنامہ معاشرت

(ii) ہفت روزہ گلستان

(iii) پندرہ روزہ پاسبان ملت

(iv) ہفت روزہ ایثار

قصور کے ہفت روزہ گلستان کو پنجاب حکومت کی طرف سے اشتہارات جاری کئے جاتے ہیں۔
گزشتہ دومالی سال کے دوران جاری کئے گئے اشتہارات -/1,45,331 کی مالیت کے تھے۔

(و) کوئی سرکاری محکمہ اشتہارات بھیجتے وقت اپنی پسند کے اخبارات کالکھ تو سکتا ہے مگر یہ استحقاق صرف ڈی جی پی آر کو حاصل ہے کہ وہ گورنمنٹ ایڈورٹائزمنٹ پالیسی کے مطابق اخبارات کو اشتہار جاری کرے۔

(ز) 25 فیصد ریجنل کوٹا کا اطلاق تمام ریجنل اخبارات و جرائد پر ہوتا ہے نہ کہ اس کی تقسیم ضلعی اشتہارات کے لحاظ سے کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے on his behalf کہا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: نہیں، میں نے on her behalf کہا ہے۔اس سوال کے جز(د) میں لکھا ہوا ہے کہ "پریس لاز برانچ کے ریکارڈ کے مطابق ضلع قصور میں20 اخبارات و جرائد کو ڈیکلریشن جاری کئے گئے۔ جن اخبارات کی اعزازی کاپیاں برانچ ہذا میں جمع نہیں ہو رہیں ان کو ڈیمانڈ نوٹس اور شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں اور یہ advice منسوخی کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر قصور کو لیٹر لکھے گئے ہیں" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان letters پر کیا عمل ہوا ہے؟

وزیر اطلاعات(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! مجھے اس وقت جو اطلاع موصول ہوئی ہے اس کے مطابق ان letters پر یہ عمل ہوا ہے کہ ان کی declaration کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر! جواب کے جز(ہ) میں بتایا گیا ہے کہ ''ضلع قصور کے چار اخبارات و جرائد وفاقی حکومت کی سنٹرل میڈیا لسٹ پر ہیں۔ان کے نام بھی دیئے گئے ہیں اور قصور کے ہفت روزہ "گلستان" کو ایک لاکھ 45ہزار 331 روپے کی مالیت کے اشتہارات دیئے گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقی اخبارات کو اشتہارات کیوں نہیں دیئے گئے؟

وزیر اطلاعات(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جو محکمہ اشتہار دیتا ہے اس کا بھی choice ہوتا ہے کہ فلاں اخبار کو یہ اشتہار دیا جائے۔ دوسرا اشتہار کی نوعیت کے حساب سے circulation کو مدنظر رکھا جاتا ہے اگر کسی رسالے کی circulation بہتر ہے تو اسے زیادہ اشتہار دیئے جاتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے کہ باقی اخبارات کو بالکل اشتہار نہیں دیئے گئے، باقی اخبارات کو بھی اشتہار دیئے گئے ہیں۔

میجر(ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر! جز(د) میں لکھا گیا ہے کہ "جن اخبارات کی اعزازی کاپیاں برانچ ہذا میں جمع نہیں ہو رہیں ان کو ڈیمانڈ نوٹس اور شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں اور advice منسوخی کے لئے ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر قصور کو letters لکھے گئے ہیں" تو یہ کون کون سے اخبارات ہیں کہ جن کو ڈیمانڈ نوٹس اور شوکاز نوٹس جاری کئے گئے ہیں، دوسرا advice منسوخی پر اب تک کیا عملدرآمد ہوا ہے؟

وزیر اطلاعات(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میرے پاس اس کی فہرست موجود ہے اگر معزز ممبر چاہیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں ہفت روزہ "افتخار، گلستان، فخر قصور، اخبار قصور، ایثار، خادم، ہومیوپیتھک میڈیکل جرنل، آنکھ، ایمان، راحت، عوام، محبت، ورثہ، سوہنا قصور، معاشرت اور نگران" وغیرہ شامل ہیں۔

میجر(ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا:جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو فہرست پڑھی ہے یہ تو اُن اخبارات کے نام ہیں جن کو declaration جاری کئے گئے ہیں۔ مجھے ان کے نام بتائے جائیں جن کے declaration منسوخ کرنے کے لئے اقدام کئے گئے ہیں؟

وزیر اطلاعات(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! سوال میں چونکہ تعداد پوچھی گئی تھی اور اسی کے مطابق جواب دے دیا گیا ہے۔ اگر معزز ممبر چاہتے ہیں تو میں متعلقہ آفیسر سے نام لے کر ان کی خدمت میں

پیش کر دوں گا۔ تفصیلی جواب میں کچھ نام دیئے گئے ہیں جن میں ہفت روزہ "افتخار، فخر قصور، اخبار قصور، ہومیوپیتھک میڈیکل جرنل، آنکھ، ایمان، راحت، ورثہ، سوہنا قصور، نگران اور شجر قصور شامل ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ زوبیہ رُباب ملک صاحبہ کا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! On her behalf Question No.6353 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ زوبیہ رُباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا۔محکمہ اطلاعات کے دفاتر سے متعلقہ تفصیلات

*6353: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ اطلاعات کے تحت کتنے ادارے چل رہے ہیں، ان اداروں کے نام بتائیں؟

(ب) ان اداروں کی آمدن اور اخراجات سال 09-2008 اور 10-2009 بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(د) ان اداروں کو موجودہ سال 10-2009 میں کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی ہے؟

(ہ) کتنی رقم سے کون کون سے منصوبے مکمل کئے جا رہے ہیں ان منصوبوں کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(و) کتنی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

وزیر اطلاعات (راناثناء اللہ خان):

(الف)

(1) ڈویژنل انفارمیشن آفس سرگودھا اور اس کے ماتحت دفاتر کے نام درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	دفتر
-1	ڈویژنل انفارمیشن آفس سرگودھا
-2	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس میانوالی
-3	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خوشاب
-4	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس بھکر

(ب) مذکورہ بالا دفاتر کا بجٹ غیر ترقیاتی ہے اخراجات برائے مالی سال09-2008اور10-2009 اپریل تک کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	دفتر	اخراجات برائے مالی سال09-2008	اخراجات برائے مالی سال10-2009
1	ڈویژنل انفارمیشن آفس سرگودھا	49,67,648.00	48,80,558.00
2	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس میانوالی	9,90,285.00	10,00,083.00
3	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خوشاب	8,92,958.00	9,02,775.00
4	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس بھکر	9,64,770.00	11,03,383.00

(ج) ڈویژنل انفارمیشن آفس سرگودھا میں چوبیس اور ڈسٹرکٹ سطح کے ہر آفس میں چھ ملازمین کا عملہ تعینات ہے۔

(د) ان دفاتر میں موجودہ مالی سال10-2009 میں ملازمین کی تنخواہوں، الاؤنسز اور دوسرے متفرق اخراجات کی مد میں بجٹ کے ذریعے فراہم کی گئی رقم کی تفصیل یہ ہے۔

نمبر شمار	دفتر	سالانہ بجٹ برائے مالی سال10-2009
1	ڈویژنل انفارمیشن آفس سرگودھا	51,35,300.00
2	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس میانوالی	10,90,600.00
3	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خوشاب	11,80,500.00
4	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس بھکر	12,06,000.00

(ہ،و) اس ضمن میں عرض ہے کہ مذکورہ بالا دفاتر میں کوئی غیر ترقیاتی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا۔ یہاں غیر ترقیاتی بجٹ صرف ملازمین کی تنخواہوں، الاؤنسز اور دوسرے متفرق اخراجات کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آج کی اس proceedings کے حوالے سے particularly ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس محکمہ کا کوئی پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہے کہ وزیر قانون صاحب اس کے جوابات دے رہے ہیں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ محکمہ for Assembly business سردار دوست محمد کھوسہ صاحب کے ذمے تھا۔ لغاری صاحب کو معلوم ہے کہ ان کے علاقے میں الیکشن ہو رہا ہے۔ وہاں پر مصروف ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنی inability show کی کہ میں آج نہیں آ سکتا۔ اس کے بعد پھر یہ محکمہ for Assembly business مجھے تفویض ہوا اور اس کے مطابق میں جواب دے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ویسے تو Cabinet collectively responsible ہے اور آپ حکومت کی نمائندگی کر سکتے ہیں۔ میرا ویسے ہی ایک سوال تھا کیونکہ ہمارے ادھر اسمبلی کے اندر اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور جو concerned minister ہوتے ہیں وہ اس دن بڑے conveniently absent ہو جایا کرتے ہیں اسی لئے میں نے پوچھا ہے کہ کیا اس محکمہ کا کوئی پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہے کہ یہ کام آج رانا ثناء اللہ صاحب کو تفویض ہوا ہے؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): لغاری صاحب! یہ بات اس سوال میں نہیں پوچھی گئی، یہ آپ کا fresh question بنتا ہے۔ آپ fresh question دیں تو اس بات کا جواب دے دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے تو صرف اپنی information کے لئے پوچھا ہے۔ اس سوال میں پوچھا گیا تھا کہ کتنی رقم غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی ہے؟ اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "اس ضمن میں عرض ہے کہ دفاتر میں کوئی غیر ترقیاتی منصوبہ شروع نہیں کیا گیا۔ یہاں پر غیر ترقیاتی بجٹ صرف ملازمین کی تنخواہوں، allowances اور دوسرے متفرق اخراجات کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے" تو یہ دوسرے متفرق اخراجات کیا ہیں، کہیں یہ رقم famous لفافوں کے لئے تو استعمال نہیں ہو رہی؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تنخواہیں اور allowances کے علاوہ کسی بھی دفتر کو operate کرنے کے لئے مختلف چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں یقیناً سٹیشنری کے لفافے تو شامل ہو سکتے ہیں لیکن دوسرے لفافے شامل نہیں ہیں۔ Contingencies کی ایک فہرست ہے جس میں utility bills وغیرہ آتے ہیں تو یہ متفرق قسم کی چیزیں ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی اور ضمنی سوال؟۔۔۔کوئی نہیں۔ مہربانی، آج کے تمام سوالات کے جوابات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جرنلسٹ ہاؤسنگ کالونی میں الیکٹرانک میڈیا کے صحافیوں کو بھی پلاٹ دینے کا مسئلہ

*2241: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جرنلسٹ ہاؤسنگ کالونی میں پلاٹ ان صحافیوں کو دیئے جا رہے ہیں جو لاہور پریس کلب کے ممبر ہیں اور پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ الیکٹرانک میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافی اس استحقاق سے محروم ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ صحافیوں کو بھی مذکورہ کالونی میں پلاٹ کے حصول کے لئے شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) JHC میں لاہور پریس کلب کے ممبران کے علاوہ ممبران میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کو پلاٹ دیئے گئے ہیں۔

(ب) یہ بات درست نہیں ہے۔

(ج) جواب (ب) میں شامل ہے۔

ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس رحیم یار خان میں سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4444: میاں شفیع محمد: کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کا ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس رحیم یار خان میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ب) درج بالا آفس میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی پڑی ہیں ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

(ج) درج بالا آفس کے کیا فرائض ہیں تفصیلاً آگاہ کریں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس رحیم یار خان میں کل سات ملازمین کا سٹاف سرکاری ڈیوٹی سر انجام دے رہا ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، رحیم یار خان میں اس وقت کوئی بھی اسامی خالی نہیں ہے۔

(ج) مذکورہ بالا آفس کے فرائض کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1. ڈسٹرکٹ دفاتر اپنے علاقہ میں دورہ کرنے والے وزیر اعلیٰ / گورنر / صوبائی و وفاقی وزرا اور دیگر اہم شخصیات کی پریس کوریج کرتے ہیں اور پریس تراشے متعلقہ شخصیات اور اداروں کو بھجوائے جاتے ہیں۔ڈسٹرکٹ افسران اپنے ایریا میں افسر تعلقات عامہ کا کردار ادا کرتے ہیں اور مقامی صحافیوں کے مسائل کے حل اور پریس کلب کے معاملات کی نگرانی، علاقائی صحافیوں کو حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کردہ سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانے کی ذمہ داری بھی ادا کرتے ہیں۔ڈسٹرکٹ سطح پر اعلیٰ سرکاری عہدیداروں و وزرائکی پریس کانفرنس، پریس بریفنگ کے انتظامات بھی ان کے فرائض میں شامل ہیں۔

2. صحافیوں اور حکومت کے مابین پل کا کردار ادا کرتے ہوئے دونوں میں خوشگوار تعلقات کو استوار رکھنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔علاقائی صحافیوں کے کوائف کا ریکارڈ مرتب کر کے رکھا جاتا ہے تاکہ حکومت کو صحافیوں کے لئے فراہم کردہ فلاحی معاملات میں آسانی رہے۔

3. حکومت کے زیر اہتمام کام کرنے والے سرکاری محکموں کی پریس کوریج کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔اس ضمن میں کمشنر / ڈی سی او / ضلع ناظم ترقیاتی منصوبوں کی مانیٹرنگ / پیشرفت اور حکومت پنجاب کی ہدایات کی روشنی میں ڈسٹرکٹ افسران سے رابطہ کے لئے جو اجلاس بلائے جاتے ہیں ان کی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر بھرپور کوریج کی جاتی ہے۔ مزید برآں کسی اہم واقعہ کے بارے میں متعلقہ افسران کو مطلع کیا جاتا ہے۔

ملتان، محکمہ کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4584: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر اطلاعات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ملتان ڈویژن میں محکمہ اطلاعات کے کتنے دفاتر ہیں اور ان میں کل کتنا سٹاف ڈیوٹی سر انجام دے رہا ہے؟

(ب) ان دفاتر میں 08-2007 سے اب تک آفیسرز کی گاڑیوں کی مرمت و پٹرول، ٹی اے / ڈی اے پر کتنے اخراجات ہوئے و دیگر ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں کتنے اخراجات ہوئے ان سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) ان دفاتر کا کل سالانہ بجٹ مذکورہ بالا سالوں کا کتنا تھا ان میں کتنا ترقیاتی کاموں اور کتنا غیر ترقیاتی میں استعمال ہوا؟

(د) ان دفاتر میں کتنے آفیسرز و اہلکاران ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں اور کیوں؟

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) ڈویژنل انفارمیشن آفس ملتان اور اس کے ماتحت دفاتر اور ان میں تعینات سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	دفتر	تعداد سٹاف
1	ڈویژنل انفارمیشن آفس، ملتان	36
2	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، وہاڑی	07
3	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس خانیوال	07
4	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، لودھراں	06

(ب) مذکورہ بالا دفاتر میں برائے مالی سال 2007-08 اور 2008-09 میں گاڑیوں کی مرمت و پٹرول، ٹی اے/ڈی اے اور دیگر ملازمین کی تنخواہوں کے کل اخراجات کی تفصیل فلیگ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ بالا دفاتر میں برائے مالی سال 2007-08 اور 2008-09 کے سالانہ بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	دفتر	سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2007-08	سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2008-09
1	ڈویژنل انفارمیشن آفس ملتان	66,09,556/-	69,45,091/-
2	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، وہاڑی	10,99,430/-	10,46,900/-
3	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، خانیوال	10,27,886/-	11,72,025/-
4	ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس، لودھراں	9,99,900/-	11,39,000/-

مزید یہ کہ تمام بجٹ غیر ترقیاتی ہے۔

(د) مذکورہ بالا دفاتر میں کسی دوسرے سرکاری ادارے کا کوئی آفیسر/اہلکار ڈیپوٹیشن پر کام نہیں کر رہا۔

گوجرانوالہ، محکمہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*5515:چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر اطلاعات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں محکمہ کے کتنے دفاتر ہیں اور ان میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ب) ان دفاتر میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی ہیں، ان کو کب تک پُر کر دیا جائے گا۔

وزیر اطلاعات (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) محکمہ اطلاعات گوجرانوالہ میں منظور شدہ اسامیوں کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	اسامی مع سکیل	تعداد
1	ڈائریکٹرBS-19	1
2	ڈپٹی ڈائریکٹرBS-18	2
3	انفارمیشن آفیسرBS-17	1
4	اسسٹنٹBs-14	1
5	سینئر فوٹوگرافرBS-14	1
6	فوٹوگرافرBS-13	2
7	سٹینوگرافرBS-12	2
8	آرٹیکل رائٹرBS-11	1
9	آپریٹرBS-10	1
10	سینئر کلرکBS-09	2
11	جونیئر کلرکBS-07	1
12	ڈاک روم اٹینڈنٹ BS-05	1
13	ڈرائیورBS-04	2
14	ہیلپرBS-02	1
15	دفتریBS-02	1
16	کلینرBS-02	1
17	نائب قاصدBS-02	2
18	ڈاک رنرBS-02	1
19	چوکیدارBS-01	1
20	سویپرBS-01	1

(ب) مذکورہ بالا دفتر میں ایک اسامی ڈاک روم اٹینڈنٹ (BS-5) کی خالی ہے۔اس خالی اسامی کو جلد ہی حکومتی قواعد و ضوابط کے تحت پُر کر لیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شروع سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ سوالوں کے غلط جواب آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے کیا کہا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہاں پر سوالوں کے غلط جواب دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: This is no point of order. I rule it out. آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوالوں کے جوابات مستقل طور پر غلط آ رہے ہیں اور میرے سوال کا آج بھی غلط جواب دیا گیا ہے۔ میں اس پر تحریک استحقاق پیش کروں گی۔

جناب سپیکر: آپ کا وہ سوال dispose of ہو چکا ہے۔ That has been disposed of. اب آپ اس پر بات نہیں کر سکتیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کی بات نہیں سن رہا۔ جب آپ نے اپنا جواب سنا ہی نہیں ہے تو پھر آپ اس پر اعتراض کیسے کر رہی ہیں؟ You were not present here at that time. آپ کا وہ سوال dispose of ہو چکا ہے۔ اب اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ میں نے آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو rule out کر دیا ہے۔ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ سکیورٹی کی وجہ سے ہالیڈے ان ہوٹل کے نزدیک ریت کی دیواریں بنا دی گئی ہیں۔ کوپر روڈ سے شملہ پہاڑی کی طرف جو سڑک جاتی ہے اس کو ہالیڈے ان ہوٹل والوں نے بند کر دیا ہے۔ انہوں نے فٹ پاتھ کو بھی بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہاں ہر وقت ٹریفک جام رہتی ہے، طالبات اور دوسرے لوگوں کو آنے جانے میں بڑا مسئلہ درپیش ہو رہا ہے اور وہاں ٹریفک کا بڑا رش رہتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اس کا notice لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سگیاں پل کے راستے لاہور میں داخل ہونے والی سڑک کو بند کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے چار پانچ دفعہ ایوان کی توجہ دلا چکا ہوں کہ فیصل آباد سے لاہور آنے کا short ترین راستہ آؤٹ فال روڈ کا ہے اُس پر رانا صاحب نے وعدہ بھی فرمایا تھا۔ ڈی آئی جی (آپریشن) نے کچہری کے پاس اپنے دفتر سے باہر دورویہ سڑک کو بند کر کے یک رویہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہاں پر ہر وقت ٹریفک جام رہتی ہے۔ ہم لوگ سگیاں پُل سے enter ہوتے ہیں اور بند روڈ پر انٹر چینج سے گزر کر جب ضلع کچہری کے پاس آتے ہیں تو وہاں پر ٹریفک بلاک ہوتی ہے۔ پولیس نے اپنی سکیورٹی کے لئے یہ سڑک بلاک کی ہوئی ہے اور پورے شہر کے اس اہم ترین راستے پر ہر وقت ٹریفک جام ہوتی ہے تو رانا صاحب نے اس سلسلے میں وعدہ فرمایا تھا کہ ڈی آئی جی (آپریشن) کو بلا کر اُن کے سکیورٹی خدشات کا جائزہ لیں گے اور اس مسئلے کا حل نکالیں گے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Security concern کا معاملہ اتنا زیادہ حساس ہے کہ میں ہوں یا میری جگہ پر کوئی اور شخص ہو، اگر ایک آفس یہ سمجھتا ہے کہ ہماری سکیورٹی کو اس طرح کا threat ہے اور یقیناً threat بھی ہے اور جس طرح کا ون فائیو کی بلڈنگ کے اوپر واقعہ ہوا تھا اُس کے پیش نظر یہ معاملہ ایسا نہیں ہے کہ صرف ایک نوٹس کے اوپر اس کا کوئی حل تلاش کر لیا جائے کیونکہ اگر اس security cover کو لازمی طور پر remove کروانا ہے تو اس کے لئے کوئی متبادل بندوبست کرنا انتہائی ضروری ہے۔ میں نے اُس دن بھی یہ عرض کی تھی کہ اس معاملے پر ڈیپارٹمنٹ سے پورا جواب لینا ہوگا اور اس کے اوپر کوئی Competent Authority فیصلہ کرے گی۔ اگر میں، رانا صاحب یا ہاؤس کی کمیٹی وہ ساری چیزیں ہٹا دیتی ہے اور اگلے روز کوئی واقعہ پیش آ جاتا ہے تو پھر یہ responsibility کا معاملہ بن جائے گا اس لئے میں نے اُس دن بھی یہ عرض کیا تھا کہ آپ اس قسم کے معاملے کو تحریری طور پر لائیں تاکہ ڈیپارٹمنٹ کا جواب on record آئے اور اُس کے مطابق Competent Authority فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر: راناصاحب!آپ لکھ کر دیتے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!اس پر Adjournment Motion آچکی ہے جس پر لاء منسٹر صاحب نے وعدہ فرمایا تھا کہ ڈی آئی جی(آپریشن) کو بلایا جائے گا،اُن سے میٹنگ ہوگی یا ہاؤس کی کمیٹی بنادی جائے گی۔ مجھے پولیس کا پورا احترام ہے اور وہ ہماری محافظ ہے اس لئے اُنہیں secure ہونا چاہئے۔ ہم نے دو،تین ارب روپے سے سگیاں پُل بنایا،ڈیڑھ،دو ارب روپے سے بائی پاس روڈ کے اوپر انٹر چینج بنایا اور کنکریٹ کے ساتھ آؤٹ فال روڈ بنائی۔اس آؤٹ فال روڈ کو اگر ایک چھوٹے سے دفتر کی سکیورٹی کے حوالے سے بند کر دینا تھا،میں اس چیز کو technically بھی explain کر سکتا ہوں لیکن بہتر یہ ہے کہ اس کے اوپر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کوئی جواب آجائے اور اُس جواب کو سکیورٹی کے کسی ماہر ادارے سے wet کر دیا جائے اگر ہم نے اربوں روپے کی اس investment کو ضائع کرنا ہے اور ہم نے اس پورے راستے کو استعمال نہیں کرنا تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک فیصلہ کر کے اس دفتر کو کسی اور جگہ شفٹ کر دیا جائے کیونکہ ہم لوگ اُن کی سکیورٹی پر قطعاً کوئی compromise نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب!راناصاحب نے اس بارے میں تحریک التوائے کار بھی دی ہوئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ راناصاحب کی تحریک التوائے کار ابھی تک take up نہیں ہوئی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!وہ تحریک التوائے کار ہاؤس میں پڑھی جاچکی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اُس تحریک کا جواب منگوا لیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!تھوڑی دیر پہلے لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ سردار دوست محمد خان کھوسہ election campaign میں مصروف ہیں تو جہاں تک میرا علم ہے اور شاید میں اس میں غلط ہوں کہ الیکشن کمیشن نے کہا ہے کہ وزراء الیکشن میں participate نہیں کریں گے تو کیا یہ الیکشن کمیشن کی ہدایات کی violation نہیں ہے؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب!ووٹر الیکشن میں participate کر سکتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!یہ الیکشن میں حکومتی influence استعمال کرنے کے زمرے میں آئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم لغاری صاحب الیکشن کمیشن کی ہدایات کو ذرا اچھی طرح سے پڑھ لیں۔ وزراء اور کچھ دوسرے لوگوں کو بھی منع کیا گیا ہے کہ وہ اُس constituency میں نہیں جائیں گے اور وہاں پر کوئی development package announce بھی نہیں کریں گے۔ یہ کہیں نہیں لکھا کہ وہ آدمی اپنے حلقے یا اپنے ڈسٹرکٹ میں بھی نہیں جا سکتا اور وہ وہاں پر اپنے ڈیرہ یا آفس کو بند کر کے بیٹھ جائے یعنی وہ وہاں پر کسی کو مل بھی نہیں سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر دوست محمد کھوسہ صاحب الیکشن مصروفیات کی وجہ سے اسمبلی اجلاس میں نہیں آسکے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسمبلی بزنس الیکشن سے کم اہم ہے کیونکہ وہ اسمبلی بزنس کو پس پشت ڈال کر election campaign کے لئے وہاں پر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ووٹ قوم کی امانت ہے اس لئے آپ نے ڈالنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ سے میری دست بستہ گزارش ہے کہ آپ neutral رہا کریں اور آپ کی Chair کا وقار بھی اسی چیز میں ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! بات سنیں۔ جہاں مجھے ضرورت پیش آتی ہے کہ میں کسی بات کی اچھی طرح سے وضاحت کر سکوں تو میں اُس بات کی وضاحت کیوں نہ کروں اور کیا ووٹ ڈالنا قومی امانت نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا آج وہاں پر الیکشن ہے؟

جناب سپیکر: مجھے نہیں پتا کہ آج وہاں پر الیکشن ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں تو تنازعہ والی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ الیکشن کمیشن کی بڑی واضح instructions ہیں۔ سردار دوست محمد کھوسہ صاحب اگر ڈیرہ غازی خان کے اُس حلقہ میں گئے ہیں، وہاں پر انہوں نے کوئی scheme announce کی ہے یا وہاں پر انہوں نے اس قسم کی کسی activity میں حصہ لیا ہے تو لغاری صاحب بتائیں لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ آپ اُس constituency سے گزر بھی نہیں سکتے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ لغاری صاحب کا حلقہ بھی اُسی این اے کے حلقے میں ہے جہاں پر الیکشن ہو رہا ہے تو اگر ان کے پاس کوئی ایسی چیز ہے تو یہ بالکل آزاد ہیں اور اس بارے میں الیکشن کمیشن کو لکھ سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری یہ گزارش تھی کہ الیکشنوں میں ابھی تقریباً دو مہینے ہیں اور میرے خیال میں اسمبلی کا بزنس الیکشنوں سے اہم ہے اس لئے اسمبلی کے بزنس کو attend کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یقیناً، یقیناً۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا personal experience ہے کہ bye-Election میں گورنمنٹ کا influence بھی ہوتا ہے اور وزراء کی پوری ٹیم وہاں جاتی ہے اور بعض اوقات وزراء نے بھی اُس الیکشن میں جعلی ووٹ ڈالے ہیں تو یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ الیکشن کمیشن کی طرف سے اگر کسی قسم کی کوئی ہدایات ہوں تو اُن کی پابندی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ آپ تشریف رکھیں کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ وضاحت کرنی چاہوں گا کہ تین ماہ قبل الیکشن کمیشن کا اجلاس ہوا تھا جس میں یہ چیزیں finalize ہوئیں اور یہ پنجاب حکومت کا ہی initiative تھا کہ اس قسم کی پابندی لگائی جائے۔ میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ یہ پابندی اب ہے اس سے پہلے نہیں تھی۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک observation دی تھی کہ فیصل آباد سے لاہور آنے والی سڑک کے حوالے سے شکایات دور نہیں ہو رہیں۔ اُس حوالے سے ایک میٹنگ منعقد ہوئی تھی جس میں محکمے کے سیکرٹری، سینئر افسران اور متعلقہ معزز ممبران اسمبلی نے سارے مسائل discuss کئے اور محکمہ نے وعدہ کیا کہ ایک ماہ کے اندر اندر اُن مسائل کا حل نکالیں گے تو اس کے لئے میں حکومت پنجاب اور لاء منسٹر کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمارے ان مسائل کو respond کیا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کو میجر صاحب کی بات کی سمجھ آ گئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے میجر صاحب کی بات کی بالکل سمجھ آ گئی ہے اس لئے میں نے کہا تھا کہ یہ اُس سلسلے میں خود بات کریں تو بہتر ہو گا کیونکہ اُس دن تمام معزز ممبران کو ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بٹھایا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ان کی بھی بڑی

contribution ہے تو اُس دن وہ سارے معاملات طے پا گئے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ روزنامہ "ایکسپریس" کی اشاعت مورخہ 20۔جنوری 2011 کے صفحہ 9 پر دلاتا ہوں کہ جس میں ایک تصویر شائع ہوئی جس کے نیچے یہ لکھا تھا کہ کھانا کھانے کے بہانے اسمبلی سے باہر جانے والے ممبران کو روکنے کی خاطر اُن کے لئے منگوائے گئے کھانے کی دیگیں ملازمین اُٹھائے اسمبلی کے اندر لے جا رہے ہیں۔ اخبار کی اُس تصویر میں ملازمین نے ایک دیگ اُٹھائی ہوئی تھی میں نے جب اس کی تحقیق کی تو پتا چلا کہ ہمارے ایک ایم پی اے صاحب نے ملازمین کو کھانا دینے کے لئے وہ دیگ منگوائی تھی۔ کھانا تو بہت دُور کی بات ہے اس سیشن میں ممبران اسمبلی کو بریڈ کا ایک پیس تک نہیں دیا گیا تو میں اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ کو condemn کرتا ہوں کیونکہ اس سے ہمارا image خراب ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہاں پر رانا افضل صاحب نے سڑک بند ہونے کے حوالے سے بات کی تو لاء منسٹر صاحب نے اُس کا جواب دیا ہے کہ ون فائیو کی بلڈنگ کے اوپر حملہ ہوا تھا تو اس وجہ سے سکیورٹی کے point of view سے وہ سڑک بند کی گئی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ون فائیو کی بلڈنگ کے اوپر حملہ ہوا تھا تو وہاں کی دونوں اطراف کی سڑکیں کھلی ہیں انہوں نے سارے security measures کر لئے ہیں، اپنی دیواروں اور گیٹوں کو secure کیا ہے۔ اگر یہ لوگ بھی اپنے دفتر کو secure کر کے ان معاملات کو درست کر لیں تو میرا خیال ہے کہ اس سے ہم پبلک کو بڑا relief دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کو اس بارے میں کچھ کرنا چاہئے۔ جی، محترمہ! آپ کی ابھی کچھ تشنگی باقی رہ گئی ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ نے جو point raise کیا ہے یہ بڑا genuine point ہے۔ اسمبلی آتے ہوئے الحمرا کمپلیکس اور آواری ہوٹل کے سگنل پر ٹریفک روزانہ بلاک ہوتی ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ آواری ہوٹل والوں نے سروس لین کو بلاک کیا ہوا ہے۔ اپنے security measures adopt کرنے کی بجائے اگر یہ لوگ سڑکیں بند کرنی شروع کر دیں گے

توپھر عوام کہاں سے گزریں گے ؟دوسری بات یہ ہے کہ جب سے میں نے اسمبلی کو join کیا ہے میرے سامنے آج پہلی دفعہ Question Hour میں ایجنڈا پر جتنے سوالات تھے وہ مکمل ہوئے ہیں جس پر میں اس Chair کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔چودھری شاہد انجم صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 02/2011 ہے۔جی،لاء منسٹر صاحب!

ایکسیئن انہار بہاولنگر کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ نامناسب روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس تحریک کا جواب موصول ہوگیا ہے اور میں نے معزز ممبر سے بھی بات کی تھی لیکن وہ اس تحریک استحقاق کے جواب سے satisfied نہیں ہیں کیونکہ اس میں concerned officer کا مؤقف otherwise ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں وہاں پر یہ معاملہ sort out ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: چودھری شاہد انجم صاحب کی تحریک استحقاق،استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔رانا صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 06/2011 کا جواب موصول ہو گیا ہے تو آپ ہاؤس میں پڑھ دیں۔

محکمہ خوراک کو 50 کلو کے بیگ کے پرانے سٹاک کو فروخت کرنے سے محکمہ کو ہونے والے نقصان کی انکوائری کروانے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 3۔جنوری 2011 کو شائع ہونے والی خبر حقائق پر مبنی نہ ہے۔صورتحال کچھ اس طرح سے ہے کہ خریداری سکیم

2009-10 میں حکومت پنجاب نے 4 ملین ٹن گندم خریدنے کے لئے باردانہ کا انتظام کیا جبکہ محکمہ خوراک نے کاشتکاران کو سہولت دینے کے لئے 5.78 ملین ٹن گندم خرید کی جس کی وجہ سے بقیہ گندم پرائیویٹ باردانہ میں خریدنے کی اجازت دی تاکہ زمیندار کی باردانہ سے متاثر نہ ہوں اور اپنی پیداوار بروقت فروخت کر سکیں۔چنانچہ زمینداروں نے پرائیویٹ تھیلوں میں گندم بھر کر محکمہ کو فروخت کی جس کی قیمت حکومت نے مبلغ -/15 روپے مقرر کی جو کی زمینداروں کو ادائیگی کر دی گئی۔اس طرح پنجاب بھر میں پرائیویٹ تھیلے -/15 روپے فی تھیلہ کے حساب سے خرید کئے گئے اور صرف ضلع بہاولپور میں کچھ پرائیویٹ معیاری تھیلے -/20 روپے فی تھیلہ کے حساب سے خرید کئے اور محکمہ نے معیاری تھیلوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہ تھیلہ جات وصول کئے تاکہ زمینداروں کو اپنی گندم حکومت کو فروخت کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔اب یہ تھیلے بغیر نفع ونقصان کے گندم خریدنے والی پارٹیوں کو بمعہ گندم فروخت کئے جا رہے ہیں۔جہاں تک سرکاری طور پر خرید کئے جانے والے تھیلوں کا تعلق ہے تو یہ پاکستان سٹینڈرڈ انسٹیٹیوٹ کے مقرر کردہ معیار پر خرید کئے گئے ہیں۔یہ تھیلہ جات مبلغ 25.93 روپے میں خرید کئے گئے تھے اور اب مع گندم -/26 روپے فی تھیلہ کے حساب سے گندم خرید کنندگان کو فروخت کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: .Not pressed اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10/2011۔محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔جی، رانا صاحب!

لاہور میں ٹرانسپورٹرز کا ازخود کرایہ میں اضافہ کرنے سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مورخہ 2011-01-01 کو وفاقی حکومت کی طرف سے پٹرولیم مصنوعات میں اضافے کی وجہ سے لاہور میں اربن ٹرانسپورٹر اور دیگر ٹرانسپورٹر کمپنیوں نے ازخود کرایہ بڑھانے کا عندیہ دیا تھا، نہ کہ کرایہ بڑھایا گیا تھا اور اس سلسلہ میں لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کو کسی مسافر کی طرف سے کوئی شکایت موصول ہوئی۔بعد ازاں وفاقی حکومت نے مورخہ 2011-01-06 کو پٹرولیم مصنوعات میں بڑھائے گئے فیصلے کو واپس لے لیا جس پر کرایہ بڑھنے کے تمام ابہام ختم ہو گئے اور مزید یہ کہ تمام routes پر سابقہ کرایہ ہی لیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ساری بات ہو گئی ہے .Not pressed. Disposed of اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2011/22۔طاہر اقبال چودھری صاحب کی ہے۔ جی، راناصاحب!

لاہور میں قصور کے نواحی گاؤں چک نمبر 25 کی لڑکی سے اوباش نوجوانوں کی اجتماعی زیادتی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب یوں ہے کہ مقدمہ نمبر 9/10 مورخہ 2011-1-4 بجرم 376/380 (ت پ) تھانہ صدر پتوکی۔ مختصر حالات اس طرح سے ہیں کہ مسماۃ کوثر پروین نے ایک درخواست عدالت عالیہ میں جناب محمد بوٹا اے ایس آئی صاحب پتوکی بحاضری تھانہ پیش کی جو ذیل ہے:۔

جناب سپیکر! مسماۃ کوثر پروین زوجہ اللہ دتہ قوم بھٹی سکنہ جمشیر چک نمبر 24 تحصیل پتوکی، الزام علیہان نمبر 1 ذوالفقار مسلح 30 بور۔ ملزم نمبر 2 انور عرف کالی مسلح رائفل پسران علم دین قوم مستری سکنائے ہنجرائے کلاں۔ ملزم نمبر 3 عبدالحمید ولد ممتاز حسین قوم بلوچ لشاریاں رینالہ خورد اوکاڑہ مسلح کلاشنکوف۔ ملزم نمبر 4 طالب حسین شاہ ولد عبدالحق شاہ قوم سید سکنہ 6/LR رینالہ مسلح موزر 30 بور اور تین کس نامعلوم تھے۔

جناب سپیکر! اس درخواست میں سائلہ نے مؤقف یہ اختیار کیا کہ وہ لاہور میں محنت مزدوری کرتی ہے جو کہ 27/6/2010 بوقت تقریباً 9 بجے رات ساتھ ہمشیرہ اپنی والدہ حقیقی نذیراں بی بی اور بیٹا بعمر ڈیڑھ سال اپنے حقیقی بھائی محمد اسلم سے مبلغ -/60000 روپے لے کر رحمت چوک بائی پاس پتوکی بس سے اتر کر کھڑی تھی اور جانے کے لئے کسی گاڑی کا انتظار کر رہی تھی کہ اچانک ایک سفید رنگ کی کوچ آئی جس میں مذکورہ الزام علیہان سوار تھے اُن میں سے ملزم نمبر 1 اور ملزم نمبر 2 نیچے اترے اور مجھ سے پوچھا کہ تم نے کہاں جانا ہے؟ میں نے چک نمبر 25 کا نام لیا تو انہوں نے کہا کہ یہ گاڑی اُسی چک کی ہے۔ اس دوران ملزمان نے زبردستی مجھے گاڑی میں بٹھا لیا اور میری والدہ آگے بڑھی جس کے پاس بچہ تھا اسے دھکے دے کر نیچے گرا دیا۔ اسی اثناء میں مسمیان فقیریا اور طفیل پسران برکت علی نے خود دیکھا تو ملزمان مذکوران نے گاڑی بھگا دی اور میرے شور کرنے پر اسلحہ دکھا کر مجھے خاموش کر دیا۔ بعدازاں ویران بھٹہ خشت پر لے گئے چونکہ ملزمان شراب کے نشہ میں دھت تھے مجھ سے مبلغ

-/60000روپے نقد، ایک عدد موبائل فون مالیتی مبلغ پانچ ہزار روپے زبردستی چھین لیا اور میرے ساتھ زیادتی کی۔ ملزمان رات تقریباً 12 بجے مجھے اکیلے چھوڑ کر گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے اور میں صبح اپنے گاؤں چک نمبر 25 پہنچی۔ بذریعہ درخواست سائلہ نے کہا کہ میری رقم برآمد کی جائے اور ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر! مقدمہ رجسٹر ہو کر تفتیش بذریعہ محمد انور SI لائی گئی اور مدعیہ و گواہان کو بغرض تصدیق وقوعہ طلب کیا گیا۔ گواہان شامل تفتیش ہوئے جنہوں نے اشتمام بیان حلفی پیش کئے کہ وقوعہ دیہہ والوں نے دیکھا ہے اور نہ انہیں علم ہے۔ مدعی مقدمہ کو بار بار طلب کرنے کے باوجود حاضر ہو رہی ہے اور نہ ہی ملاحظہ جائے وقوعہ کروا رہی ہے۔ بادی النظر میں حالات مقدمہ مشکوک ہیں تاہم مدعیہ کو طلب کر کے بعد از تصدیق مقدمہ ہذا کی تفتیش عمل میں لا کر چالان عدالت میں بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، محرک اسے press نہیں کرتے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا آپ مجھے ایک منٹ بولنے کی اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پہلے مجھے یہ ختم کر لینے دیں اُس کے بعد آپ کو ٹائم ملے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 28/11 محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ خدیجہ عمر اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرمالیں کیونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کیا اس کو 24 تاریخ کے لئے pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے 25 تاریخ تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 29/11 جناب اعجاز احمد کاہلوں کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ ابھی move ہونی ہے۔ جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 34/11 بھی جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35 بھی ان کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک

التوائے کار نمبر36/11 سیدہ ماجدی زیدی، محترمہ آمنہ الفت، ڈاکٹر سامیہ امجد اور محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔ راناصاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: چلیں، اسے 25 تاریخ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر37/11 محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ قمر عامر چودھری اور ڈاکٹر فائزہ اصغر کی طرف سے ہے۔ راناصاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان تحاریک کے notices ابھی recently موصول ہوئے ہیں اس لئے اکثر تحاریک کا جواب نہیں آیا لہذا pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک بھی 25 تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر38 محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ ثمینہ خاور حیات اور ڈاکٹر سامیہ امجد کی طرف سے ہے۔

اڈا مونگی بنگلہ گوجرہ میں محکمہ مال کا پیشگی نوٹس دیئے بغیر دکانوں کی مسماری

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا جواب موجود ہے۔ تفصیلی رپورٹ کے مطابق چک نمبر 179/180 گ ب میں 60 عدد ناجائز تجاوز کنندگان نے محکمہ انہار کی سرکاری اراضی پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ ایک درخواست دہندہ رانا محمد احتشام نے چیف سیکرٹری پنجاب کو بھی درخواست دی تھی کہ ناجائز تجاوز کنندگان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس کے علاوہ ذوالفقار علی ولد ولی محمد سکنہ 244 گ ب اور ڈویژنل کینال آفیسر بھاگٹ لوئر گوگیرہ برانچ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نے بھی DDO(R) گوجرہ کو ان ناجائز تجاوز کنندگان کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے درخواستیں دی ہوئی تھیں جن پر DDO(R) گوجرہ نے عملہ فیلڈ سے رپورٹ طلب کی اور مورخہ 09-02-2009 زیر دفعہ 32/34 کالونی ایکٹ 1912 کارروائی بے دخلی کا حکم جاری کیا۔ DO(R) کے حکم پر مورخہ 04-01-2011 کو کارروائی کرتے ہوئے ناجائز تجاوز کنندگان سے سرکاری رقبہ محکمہ انہار خالی کروالیا گیا۔ بمطابق رپورٹ DO(R) ٹوبہ ٹیک سنگھ کارروائی قانون اور ضابطہ کے مطابق کی گئی ہے اور بورڈ آف

ریونیو پنجاب کی پالیسی کے مطابق قانونی طور پر ناجائز تجاوز کنندگان سے سرکاری اراضی حاصل کی گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محرک اسے press نہیں کرتے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 39/11 محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدی زیدی، محترمہ ثمینہ خاور حیات اور محترمہ خدیجہ عمر کی طرف سے ہے۔ یہ بھی آج تک کے لئے pending تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو بھی pending فرما دیں کیونکہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک کو 25 تاریخ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 44/11 ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ سیمل کامران اور محترمہ آمنہ الفت کی طرف سے ہے۔ جی، رانا صاحب!

جعلی پاور آف اٹارنی اور مختار ناموں کے ذریعے کروڑوں روپے کا فراڈ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے۔ اس تحریک التوائے کار کی بابت عرض ہے کہ رِنگ روڈ میں تقریباً 35 فیصد رقبہ سرکاری ہے جس کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا گیا۔ بقیہ رقبہ پیکج نمبر 1 تا 17 پرائیویٹ مالکان سے قیمتاً حاصل کیا گیا ہے جس کی قیمت کی منظوری بورڈ آف ریونیو سے باضابطہ حاصل کی گئی ہے۔ البتہ 115 کنال پرائیویٹ رقبہ جو کہ مفاد عامہ کے لئے استعمال ہو رہا تھا اس کو بلا معاوضہ حاصل کیا گیا ہے جس کی بصورت دیگر قیمت 66 کروڑ 50 لاکھ روپے بنتی ہے۔ جہاں تک مختار نامہ جات پر ادائیگی کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ رجسٹرڈ مختار نامہ جات قانونی اور صحیح دستاویز تصور ہوتے ہیں اور ان کی تصدیق کے بعد ادائیگی کی جاتی ہے۔ تحصیلدار مجاہد ضیاء اور دیگر نائب تحصیلداران کے خلاف ایک FIR درج ہوئی ہے اور جملہ ملزمان معطل ہیں تاہم ان سے منسوب رقم کبھی ادا ہی نہیں ہوئی بلکہ خزانہ سرکار میں موجود ہے۔ نیز اس project کا third party audit کرایا گیا ہے جس میں معاملات کو تسلی بخش پایا گیا ہے۔ البتہ اگر تحصیلدار یا دیگر افسران کے بارے میں کوئی شکایت موصول ہوئی تو اُس پر قانون کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجاہد ضیاء کے بارے میں پوچھا گیا تھا لیکن اس کے متعلق جواب نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بڑی تفصیل کے ساتھ جواب پڑھا ہے کہ تحصیل دار مجاہد ضیاء اور دیگر نائب تحصیل داروں کے خلاف ایک ایف آئی آر درج ہوئی ہے اور جملہ ملزمان معطل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! وہ لوگ معطل ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ حمیرا اویس شاہد اور جناب محسن خان لغاری صاحب کی ہے۔ دونوں ہی موجود نہیں ہیں تو اسے سوموار تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 960/10 چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ سیمل کامران اور سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کی ہے۔ جی، چیمہ صاحب!

پنجاب حکومت کی جانب سے سابق صدر کو سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ

چودھری عامر سلطان چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "المشرق" مورخہ 21-12-2010 کی خبر کے مطابق ایک سابق صدر مملکت کو وفاق کی بجائے حکومت پنجاب نے سرکاری رہائش گاہ فراہم کر رکھی ہے۔ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے معتبر ذرائع نے بتایا کہ قواعد کے تحت کسی بھی سابق صدر مملکت کو سرکاری رہائش گاہ الاٹ کرنا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے تاہم G.O.R-I میں واقع رہائش ایک شاہ نن روڈ سابق صدر مملکت رفیق تارڑ کو حکومت پنجاب کی جانب سے الاٹ کی گئی ہے اور وہ وہاں رہائش پذیر ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 960/10 کا جواب یہ ہے کہ جسٹس(ر) محمد رفیق تارڑ سابق صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کو President Pension Act 1974 کے مطابق ایک سرکاری گھر الاٹ ہونا تھا مگر انہیں یہ گھر مرکزی حکومت نے الاٹ نہ کیا۔ موجودہ حکومت نے اپنی اخلاقی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے ایک شاٹن روڈ، G.O.R-I لاہور سابق صدر کو الاٹ کر دیا ہے جس کا قبضہ 17-6-08 کو سابق صدر کے سپرد کر دیا گیا ہے جو کہ ان کا آئینی حق ہے۔ اس کے بدلے میں وفاقی حکومت سے اسلام آباد میں ایک گھر Ministers pool سے پنجاب حکومت کے لئے مانگا گیا تھا جس کے متعلق latest information یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ ایک گھر Ministers pool سے پنجاب حکومت کو دے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری نہیں تھی کیونکہ وہ صدر مملکت ریٹائر ہوئے:

> Federal Government will provide him with a residence and Provincial Government cannot interfere in the domain of the Federal Government. The Federal Government cannot interfere in domain

جو وفاق کی ذمہ داریاں ہیں وہ وفاق پورا کرے گا اور جو صوبے کی ذمہ داریاں ہیں وہ صوبہ پورا کرے گا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قانون کے مطابق یہ کسی بھی سابق صدر کا حق ہے کہ اسے گھر الاٹ کیا جائے اور اس سلسلے میں اس کی choice کو بھی مدنظر رکھا جائے۔ اگر وہ اپنے آبائی ضلع میں گھر لینا چاہتا ہے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے چونکہ وفاقی حکومت کے پاس یہاں پر گھر نہیں تھا اس لئے پنجاب نے اس ذمہ داری کو پورا کر دیا اور اس کے بدلے میں ان سے وہاں گھر طلب کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میرا خیال ہے کہ اس پر ہمیں grace show کرنی چاہئے after all he was President of Pakistan اور اگر مرکزی حکومت اور پنجاب حکومت کی آپس میں understanding ہو گئی تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صوبائی حکومت نے کہا ہے کہ ہمیں اس کے بدلے میں وفاق میں ایک گھر دے دو جو کہ ابھی تک نہیں دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ وہ provide کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ کب سے commitment ہے اور کتنی پرانی بات ہو گئی ہے کیونکہ یہ بات 2008 کی ہے جبکہ آج 2011 ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ یہ صوبہ اور وفاق کی بات ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا یہ ایوان صوبے کے لئے بات نہیں کر سکتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! مجھے یہ بتائیں کہ جن کی تحریک التوائے کار ہے وہ تو آرام سے بیٹھے ہوئے ہیں اس کے لئے پورا ایک طریق کار ہے اور آپ ماشاء اللہ rules کو بھی سمجھتے ہیں اس لئے آپ بھی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! تحاریک التوائے کار کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس وقت House in order نہیں ہے کیونکہ آفیسرز گیلری میں کوئی outsider شخص بیٹھا ہے تو یہ کون ہے اور اسے کس نے بٹھایا ہے اور وہ کس capacity میں یہاں بیٹھا ہے؟ اس طرح سے ہمارا ابھی استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسے check کرواتا ہوں۔ اتنی دیر تک تحریک التوائے کار نمبر 47/11 ملک سیف الملوک کھوکھر صاحب پیش کریں۔

ملتان روڈ لاہور کی کشادگی میں متاثرین کو مارکیٹ ویلیو کے حساب سے معاوضہ کی ادائیگی کا مطالبہ

ملک سیف الملوک کھوکھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ ملتان روڈ کو کشادہ کرنے کے پروگرام پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں ملتان روڈ کے دونوں اطراف کی عمارات جن میں دکانیں، شوروم اور دوسرے کاروباری مراکز شامل ہیں ان میں سالہا سال سے لوگ اپنا کاروبار چلا رہے ہیں۔ ان عمارات کی بدولت مزید ہزاروں خاندان بھی برسر روزگار ہیں۔ حکومت پنجاب کی جانب سے ملتان روڈ کو کشادہ کرنے کے لئے تمام تعمیرات ختم کرنے کے لئے زمین کی قیمت ادا کی جانی ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ زمین کی قیمت حکومت بورڈ آف ریونیو کی جانب سے تعین کردہ ریٹ کے مطابق ادا کرنا چاہتی ہے جبکہ سالہا سال کی محنت اور کوششوں سے لوگوں نے اپنے کاروبار اور جگہ کی ساکھ بنائی ہے۔ لاہور میں آنے والی مکمل ملتان روڈ کمرشل ہے اور اس کا معاوضہ چھ لاکھ روپے فی مرلہ مقرر کرنا سالہا سال سے کاروبار کرنے والوں کے ساتھ ظلم ہے۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ سندھ اسمبلی نے قانون میں ترمیم بھی منظور کی ہے کہ صوبہ سندھ میں اگر حکومت زمین acquire کرے گی تو market value کے مطابق مالک کو قیمت ادا کرے گی۔ اسی طرح پنجاب میں بھی حکومت مالکان سے زمین acquire کرے تو market value کے مطابق قیمت ادا کرے۔ مغلپورہ اور محمود بوٹی کے علاقہ میں بورڈ آف ریونیو کی طرف سے فی مرلہ ریٹ دو لاکھ روپے طے کیا گیا تھا لیکن وہاں پر جو زمین acquire کی گئی اس کی قیمت 18 سے 25 لاکھ روپے فی مرلہ ادا کی گئی ہے۔ بڑھتے ہوئے مہنگائی کے تناسب اور ملتان روڈ کی زمین کی اہمیت کے پیش نظر قیمت چھ لاکھ روپے فی مرلہ مقرر کرنا انتہائی ظلم ہے۔ اس معاملہ کی سنگینی کے باعث صوبہ بھر کے عوام میں بالعموم اور ملتان روڈ پر کاروبار کرنے والے افراد اور ان کے زیر سایہ روزگار حاصل کرنے والوں میں بالخصوص اضطراب، بے چینی، خوف اور غم و غصہ پایا جاتا ہے جس بناء پر کسی بڑے جھگڑے کا بھی امکان ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اسے 25۔جنوری تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 54/11 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔جی، محترمہ!

جلو پارک اور چھانگا مانگا ریزارٹ کے ترقیاتی منصوبوں میں کروڑوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر مورخہ 11-01-11 کے مطابق "جلو پارک اور چھانگا مانگا Resorts میں کروڑوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف"۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ سیاحت کے جلو پارک Resort اور چھانگا مانگا Resort میں ترقیاتی کاموں میں کروڑوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف ہوا ہے جنہیں چھپانے کے لئے محکمہ کے حکام بالا نے ترقیاتی کاموں کا ریکارڈ چوری کروا دیا ہے۔ موجودہ سال کے آغاز پر جلو پارک/ چھانگا مانگا Resorts کی تعمیر و مرمت کا ٹھیکہ ڈیڑھ کروڑ روپے میں محکمے کے جی ایم (ایڈمن) کے برادر نسبتی کی کمپنی کو دیا گیا۔ تعمیر و مرمت پر ناقص میٹریل استعمال کیا گیا جس سے Resort کے کمرے کرایہ پر دینے سے قبل ہی خراب ہو گئے ہیں۔ان گھپلوں کو چھپانے کے لئے Resort کو ٹھیکہ دینے کے لئے دو مرتبہ نیلامی بھی منسوخ کی گئی۔مذکورہ تمام تر صورتحال کے پیش نظر صوبہ کی عوام میں حکومت کے خلاف شدید نفرت و بے چینی پائی جا رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا، اس کو بھی pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بھی 25 تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 55/11 محترمہ حمیرا اویس شاہد، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی کی ہے۔ جی، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

ڈرامہ ہالوں اور سٹیج ڈراموں میں ٹکٹیں خریدنے والوں کے عدم ریکارڈ اور محکمانہ ملی بھگت سے حکومت کو مالی نقصان

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 12۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق ڈرامہ ہالوں اور سٹیج ڈرامہ میں صوفے اور عارضی کرسیاں لگا کر مہنگی ٹکٹوں پر بٹھائے جانے والوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ یہ لاہور کے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن لاہور کی تفریحی برانچ لاہور کے اہلکار اور افسران نے ڈرامہ ہالوں، سٹیج ڈرامہ ہالوں کے منتظمین کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے اور اس طرح سالانہ کروڑوں روپیہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اہلکاران وافسران اور ہالوں کے منتظمین کی ذاتی جیبوں میں ففٹی ففٹی کی بنیاد پر چلا جاتا ہے اس کے علاوہ جن ٹکٹوں کی فروخت بتائی جاتی ہے ان کی اصل مالیت بھی ظاہر نہیں کی جاتی۔ اس فراڈ پر عوام میں شدید ردعمل پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سارے notices ابھی موصول ہوئے ہیں ان کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 56/11 محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

صوبائی دارالحکومت میں سوائن فلو کے مریضوں میں مسلسل اضافہ کی روک تھام میں محکمہ کی عدم دلچسپی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 12۔جنوری 2011 کی خبر کے مطابق محکمہ صحت پنجاب نے صوبائی دارالحکومت

میں سوائن فلو کے مریض کی آٹھ روز تک موجودگی اور پھر ہلاکت کی باقاعدہ اطلاع ہونے کے باوجود شہر کے ٹیچنگ اور ضلعی ہسپتال ڈاکٹروں اور سٹاف نرسز کی کسی قسم کی سپیشلائزڈ ٹریننگ نہیں کر سکے۔ نئی بیماری ہونے کی وجہ سے بیشتر میڈیسن کے پروفیسر اور سینئر ڈاکٹر اس بیماری کے علاج کے کنٹرول کے حوالے سے لاعلم ہیں جبکہ ہسپتالوں کے ایمرجنسی کے وارڈز میں تعینات میڈیکل آفیسران اس بیماری سے مکمل طور پر لاتعلق ہیں اور اس بیماری کی علامات میں مبتلا آنے والے مریضوں کو عام فلو، نزلہ، زکام وغیرہ کی میڈیسن دے کر ڈسچارج کر دیتے ہیں۔ سوائن فلو کی بیماری 2008 میں منظر عام پر آئی اور نئی بیماری ہونے کے باوجود ابھی تک پنجاب کے کسی بھی تدریسی ہسپتال پی ایم ڈی سی اور ابھی تک ادارہ صحت کی جانب سے آگاہی ورکشاپ کروائی گئی ہے اور نہ ہی اس بیماری کے علاج کے لئے ایمرجنسی انتظام کئے گئے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک بھی 25 تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 11/56 ہے، یہ identical ہے اور پتا نہیں لگ کیسے گئی ہے؟ یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11/60 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محکمہ کالونیز نے سرکاری اراضی پر قائم ہاؤسنگ سوسائٹیز کے مالکان سے مقبوضہ اراضی کی قیمت وصول کرنے میں ناکام

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر روزنامہ کی خبر کے مطابق سرکاری زمینوں پر قائم ہاؤسنگ سوسائٹیز کی جانب سے قبضہ کی رپورٹ کے بعد محکمہ کالونیز نے قابض سکیم مالکان سے اراضی کی قیمت وصول کرنے کی حکمت عملی تیار کی تھی جس کے بعد ایسی ہاؤسنگ سوسائٹیز کو حتمی نوٹس جاری کئے گئے تھے جس میں کہا گیا تھا کہ وہ اپنی زیر قبضہ سرکاری اراضی کی قیمت ادا کریں ورنہ ان سے سرکاری زمین خالی کروا کے نیلام کر دی جائے گی جس کے لئے محکمہ کالونیز نے ایسی سوسائٹیز کو 18۔ارب روپے سے زائد کے واجبات ادا کرنے کے لئے متعدد notices جاری کئے جن کا کوئی خاص اثر نہ لیا گیا اور صرف 2 کروڑ 85 لاکھ روپے وصول

ہوئے۔ سوسائٹی کے قابضین نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے راہِ فرار اختیار کر رکھی ہے جس سے صوبے کے خزانے کو اربوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ مذکورہ بالا خبر سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ بھی تحریک 25 تاریخ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 61/11 جناب اعجاز احمد کاہلوں صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں dispose of کی جاتی ہے پھر اگلی تحریک التوائے کار نمبر 63/11 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے۔ ان کی application آئی ہوئی ہے یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 65/11 جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

حاجی عمران ظفر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حاجی عمران ظفر!

حاجی عمران ظفر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ!

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے کل بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی۔ آپ کے علم میں ہے کہ گجرات میں دو دن پہلے جو بدمعاشی ہوئی ہے، جو غنڈہ گردی کی گئی ہے کہ اگر مجھے یا میری فیملی کے کسی بھی ممبر کے ساتھ کوئی بھی مسئلہ ہوا۔۔۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، وہ بات کر رہے ہیں۔ Let him talk.

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! انہیں خاموش کرائیں۔ ان کے اندر بات سُننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ ذرا سب تشریف رکھیں۔ (شور وغل)

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! ان کو خاموش کرائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سُنیں، آپ کل والے issue پر دوبارہ بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

معزز ممبر اور اس کی فیملی کو ملنے والی دھمکیوں کی انکوائری کروانے کا مطالبہ

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر۔ آج نیا مسئلہ ہوا ہے۔ کل میں نے ایک بات کی تھی کہ مجھے قتل کی دھمکیاں دی گئی ہیں۔ اگر میرے ساتھ یا میری فیملی کے ساتھ کوئی حادثہ ہوا تو اس کے ذمہ دار یہ ہوں گے۔ آج صبح پانچ بج کر تیس منٹ پر موبائل پر مجھے threat calls کی گئیں اور مجھے قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ انہیں شرم آنی چاہئے، انہوں نے پہلے بھی بدمعاشی کی ہے اور آج صبح ایک گھنٹے میں مجھے دس فون آئے ہیں، یہ وہ نمبر ہیں جن سے میرے موبائل پر calls آئی ہیں۔ مجھے قتل کرنے کی دھمکی دی گئی ہے اور میری فیملی کو threat کیا گیا ہے، اس غنڈہ گردی کے اصل مرتکب یہ ہیں، یہ گجرات میں الیکشن ہارے ہوئے تھے اس کے اصل مرتکب یہ ہیں۔ یہ گجرات میں منہ دِکھانے کے قابل نہیں، یہ گجرات میں باضابطہ الیکشن میں اپنی یونین کونسل نہیں جیت سکے۔ (شور و غل)

2008 کے الیکشن میں یہ اپنی یونین کونسل نہیں جیت سکے، یہ الیکشن ہارے اور 2010 میں دوبارہ ضمنی الیکشن ہارے ہیں۔ انہوں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے، مجھے قتل کرنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں، میری فیملی کے ساتھ بدمعاشی کی جارہی ہے اور یہ ٹیلیفون نمبرز میرے پاس موجود ہیں۔ ان کے پاس مجاہد فورس کے غنڈے ہیں اور قبضہ مافیا کے جو غنڈے ہیں انہوں نے مجھے فون کیا ہے۔ میں برملا اس ہاؤس میں کہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے یہ کہتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ یا میری فیملی کے کسی فرد کے ساتھ کوئی بھی حادثہ پیش آیا تو اس کی ذمہ داری چودھری برادران اور گجرات کے غنڈوں پر ہوگی۔ یہ ظلم ہے اور میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ میں اس ایوان میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کو اصل تکلیف یہ ہے کہ گجرات میں ان کی بدمعاشی کی سیاست ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گجرات کے غیور عوام نے دفن کر دی ہے۔ میں گجرات کی عوام کو سلام پیش کرتا ہوں۔ یہ اپنے گھر نہیں جیت سکتے تو انہوں نے کیا سیاست کرنی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ اپنا گھر نہیں جیت سکتے۔ گجرات میں جاکر ذرا ان کی پوزیشن دیکھیں۔ میں یہاں پر گجرات کی عوام کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے اللہ کی مہربانی سے حاجی ناصر صاحب کی جان بچائی اور حاجی ناصر صاحب کو

ان بد معاشوں سے چھڑایا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ میری حفاظت کا کوئی بندوبست کیا جائے، میری فیملی کو پورا تحفظ دیا جائے اور اس واقعہ کی انکوائری کرائی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے چور مچائے شور کے نعرے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو جو دھمکیاں مل رہی ہیں تو آپ کے پاس وہ ٹیلیفون نمبرز موجود ہیں؟

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! انہوں نے جو غنڈے اور بد معاش پال رکھے ہیں، ان کے نمبرز میرے پاس موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ایک کام کریں کہ یہاں پر منسٹر جناب ندیم کامران صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کو یہ ٹیلیفون نمبرز دیں۔

(معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے کھڑے
ہو کر چور مچائے شور کی مسلسل نعرے بازی)

آپ تشریف رکھیں، کیا ہو گیا ہے؟ ہاؤس کا ایک معزز ممبر یہ کہہ رہا ہے کہ اس کو دھمکیاں مل رہی ہیں لیکن آپ لوگوں کی طرف سے یہ روّیہ ٹھیک نہیں ہے، یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ لوگ کمال کر رہے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو کہہ رہا ہوں کہ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ دیکھیں! بات یہ ہے کہ اگر اس طرح کی آپ کی کوئی شکایت ہے تو منسٹر صاحب کو آپ ملیں، اس کی باقاعدہ آپ لوگ رپورٹ کرائیں۔ منسٹر صاحب! اس کو دیکھ کر آپ action لیں اور جو نمبرز وہ کہہ رہے ہیں، ان نمبرز پر آپ بات کریں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن اپوزیشن کی خواتین ممبران جو طریقہ اختیار کر رہی ہیں انہیں بتائیں کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے اور ان کو بتائیں کہ جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہے تو۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! ذرا ان کو سمجھائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جیسا آپ نے حکم دیا ہے ان سے میں ابھی بات کر لیتا ہوں۔ یہ مجھے تفصیل بتا دیتے ہیں اور ہم ابھی اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں لیکن آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ ان سے کہیں کہ یہ اپنی باری پر ضرور بولیں اور ہم بھی ان کی بات سنیں گے۔ اگر ان کے کوئی

grievances ہیں یا ان کی کوئی سچی بات ہے تو یقیناً ہم سنیں گے لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایسے بات کو طول دی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے چور مچائے شور کی مسلسل نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! پوائنٹ آف آرڈر پر کسی نے بولنا ہے؟

معزز ممبران: ہم سب نے بولنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب نہیں بول سکتے۔ آپ لوگ آپس میں فیصلہ کر لیں کہ کس نے بولنا ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب باقی سب بیٹھ جائیں، آپ لوگ کمال کر رہے ہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ لوگ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ ایسے ممبر سے کیا expect کر سکتے ہیں کہ جس نے جعلی کام کر کے اس ہاؤس میں آنے کی کوشش کی۔ اب آپ اس سے یہ توقع کر رہے ہیں کہ وہ سچ بولے گا تو وہ سچ کی بنیاد پر اس ہاؤس کے اندر کیسے آیا تھا؟ جعلی طریقے سے وہ اس ہاؤس کے اندر آیا۔ اب غنڈہ گردی تو اس نے خود کی ہے اور دوسروں پر یہ لوگ الزام لگا رہے ہیں جو دھاندلی کی باتیں کر رہے ہیں تو اس بارے میں ان کو خود بھی پتا ہے اس لئے مہربانی کریں اور فضول میں ہاؤس کا ٹائم ضائع مت کریں۔ یہ خود ہی فون کال کروا کر اپنے آپ کو importance دلوانے کی کوشش نہ کریں۔ ہمیں سب دھمکیوں کی حیثیت کا پتا ہے کہ وہ کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے اس پر بات ہو چکی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! اس سے related تو نہیں ہے؟

معزز ممبران حزب اختلاف: یہ اس موضوع پر بات کر کے ماحول کو خراب کریں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں! دیکھیں، پہلے ان کی بات تو سن لیں کیونکہ میں پوائنٹ آف آرڈر کو نہیں روک سکتا۔ منڈا صاحب! ذرا مختصر کرنا ہے۔

چوہدری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ جس طرح ہاؤس کو اچھے انداز میں لے کر چل رہے ہیں تو میں صرف گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر شخص کا اپنا نقطہ نظر ہے، اگر کوئی شخص پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہے تو تدبُر، عقل، rules اور قانون اور سب سے زیادہ اخلاقیات اس بات کی اسے پابند کرتی ہیں۔ یہ پنجاب اسمبلی کا نمائندہ ایوان اپنی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے اس بات کا درس دیتا ہے کہ کوئی مخالف یا کوئی آپ کے نظریات سے اختلاف رکھنے والا شخص اگر غلط بات بھی کرتا ہے تو اس کو سن لیں۔ اس کے بعد اپنی باری پر بولیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ جب بات ہوتی ہے یہاں پر پنجاب کے عوام کی، جب بات ہوتی ہے اخلاقیات کی، جب بات ہوتی ہے جرائم کی، جب بات ہوتی ہے غنڈہ گردی کی تو پھر نہ جانے کیوں ہمارے کچھ ساتھی اس پر شور ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ انٹرنیشنل میڈیا اور نیشنل میڈیا دیکھ رہا ہے کہ ہم کیا کرنے جا رہے ہیں۔ میں صرف اس میں آخری گزارش کر کے اپنی بات ختم کروں گا کہ کیا مشرف کی قینچی لیگ کے پاس صرف عورتیں رہ گئی ہیں ؟---

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں
سے کھڑے ہو کر احتجاج کرنے لگے)

سرکاری کارروائی

بحث

بجٹ12-2011 کے لئے ممبران اسمبلی سے پری بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب کا مائیک بند کریں۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ لوگ بھی تشریف رکھیں، اب ان کو میں مزید بات نہیں کرنے دوں گا اور میں تو سمجھا تھا کہ انہوں نے کوئی اور بات کرنی ہے۔ اب جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ12-2011 کے لئے معزز ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 17۔جنوری2011 کو ہوا تھا۔ اس روز 9 ممبران نے تجاویز دی تھیں، مورخہ 19۔جنوری کو 18 ممبران نے تجاویز دی تھیں اور مورخہ 20۔جنوری کو 29 ممبران نے تجاویز دی تھیں۔ آج بھی یہ بحث جاری رہے گی، سب سے پہلے میاں نصیر احمد صاحب اپنی تقریر کا آغاز کریں گے۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بجٹ تقریر کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نصیر احمد صاحب! ایک منٹ ذرا تشریف رکھئے گا۔ لغاری صاحب نے point out کیا تھا کہ وہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں لغاری صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ اس سے related نہ ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! related بالکل نہیں ہے۔

I think we should been each listen enough that what I want to say and what I am not going to say.۔

آج صبح ہمیں لاء منسٹر صاحب کی طرف سے Question Hour میں یہ بتایا گیا کہ سردار دوست محمد کھوسہ جن کو یہ محکمہ دیا گیا تھا وہ الیکشن کے campaigning کے سلسلے میں حلقہ میں گئے ہوئے ہیں تو میں نے انہیں کہا تھا کہ میرے علم کے مطابق وزیروں کا وہاں جانا منع ہے تو انہوں نے مجھے اس پر rebut کر دیا تھا کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے تو میں ابھی notification لے کر آیا ہوں اور اگر منسٹر صاحب یہاں پر ہوتے تو میں پڑھ کر ان کے سامنے سناتا۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھنے کی ضرورت نہیں اور سب کے علم میں ہے کہ منسٹر، ایڈوائزر، چیف منسٹر اور پرائم منسٹر سب پر پابندی ہے کہ وہ election campaign میں حصہ نہیں لے سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسمبلی کا بزنس چھوڑ کر ایک وزیر election campaign کے لئے گیا ہوا ہے، مہربانی کر کے اس violation کا نوٹس لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کو کہیں کہ پوری صورتحال پوچھ کر آگاہ کریں کیونکہ سردار دوست محمد خان کھوسہ کا اپنا home district ہے تو اگر وہ وہاں پر ہیں یا کیا ہے تو یہ سارا پوچھ کر بتایئے گا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! الیکشن محرم الحرام کی وجہ سے ملتوی ہو گئے تھے۔ ابھی الیکشن کی نئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، تاریخ آ چکی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہ ان کا اپنا آبائی ضلع ہے اور وہاں ان کا گھر بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ جی، آپ کا اس پر valid point of order. ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک اور وزیر غلط بیانی کر رہا ہے۔ میں اس پر تحریک استحقاق لانے کا حق رکھتا ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ point آپ کے آنے سے پیشتر اٹھایا گیا تھا جب Question Hour چل رہا تھا اور اس وقت بھی یہی بات کی گئی تھی۔ اس پر لاء منسٹر صاحب نے بتایا تھا کہ ویسے وہاں پر الیکشن ہو رہا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے گھر کی طرف گئے ہوئے ہیں جس وجہ سے وہ یہاں پر حاضر نہیں ہو سکے لیکن اس کے بعد جب انہوں نے یہ point اٹھایا کہ اس notification کے تحت وہ وہاں پر کوئی سرگرمی انجام نہیں دے سکتے تو اس کی مکمل وضاحت کی گئی تھی کہ وہ وہاں election campaign میں حصہ لے رہے ہیں، نہ وہ کوئی package announce کر رہے ہیں لیکن اگر کہیں الیکشن ہو رہا ہو تو وزیر پر اس بات کی پابندی نہیں لگائی جا سکتی کہ وہ وہاں سے گزر بھی نہیں سکتا یا پھر وہاں پر اس کی رہائش ہو تو وہ وہاں نہیں جا سکتا۔ اس حوالے سے مکمل وضاحت کر دی گئی تھی اور اس کے بعد یہ بات ختم ہو گئی تھی تو اب اس پر دوبارہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے خیال میں اصل بات یہ ہے کہ اس میں تو بڑا clear ہے کہ اگر ایک معزز منسٹر کا اپنا home district ہو تو بطور منسٹر وہ اس کے اندر حصہ نہیں لے سکتے لیکن مزید اس پر وہ حکومت کا point of view Monday کو ہاؤس کے سامنے رکھیں گے۔

جی، میاں نصیر احمد!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! انہوں نے بات ہی ایسی کی تھی جس کی وجہ سے میں نے انہیں اجازت دی، ورنہ pre-budget تقریر کے دوران کوئی نہیں بولے گا اور یہ ہاؤس کے rules ہیں تو مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا، اس بجٹ کے اندر میری یہی التماس ہے کہ پچھلے جتنے بجٹ اس اسمبلی کے اندر پیش کئے گئے اور جس جس mega project کے لئے، جس جس عوامی منصوبے کے لئے ہم نے پیسے رکھے اور اس پر کام بھی کیا، اس پر میری یہ تجویز ہے کہ کم از کم اس بجٹ سے پہلے اس کی کارکردگی جو پنجاب کے دس کروڑ لوگوں کے ساتھ وابستہ ہے اسے ایوان کے سامنے ضرور رکھا جائے۔ مجھے یہ اندازہ ہے کہ پوری دنیا کے اندر جو معاشی بحران آیا ہے اس نے پاکستان کی اور ہمارے صوبے کی economy کو بھی hit کیا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوامی حکومت ہونے کے ناتے حکومت کا فرض ہے کہ اگر معاشی بحران ایک عام آدمی کو۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! کہیں یہ rule نہیں ہے کہ کسی کی تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! House کی consent ہوتی ہے آپ تو اتنے پرانے ممبر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! مجھے بتائیں کہ میرے بھائی نے ابھی یہاں پر جو اپنا مسئلہ بیان کیا ہے اس پر آپ نے کیا ruling دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پھر اس سے violation ہو جائے گی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ایک معزز ممبر نے یہاں اپنے تحفظ کی بات کی ہے You are the Custodian of the House. تو آپ نے اس کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے سنا نہیں، میں نے انہیں کہا ہے کہ فوری طور پر متعلقہ وزیر سے رابطہ کریں اور اس پر متعلقہ وزیر کارروائی کر کے House کو بتائیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: Sorry sir میں نے شاید سُنا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری تجویز یہی ہے کہ اگر ہم ایک عام آدمی کو اُس طرح کی سہولیات فراہم نہیں کر سکتے تو کم از کم ہم اس معاشرے میں بڑھتی ہوئی طبقاتی تفریق، جس کے اندر غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے اس کو تو ختم کر سکتے ہیں۔ اس بجٹ کے اندر ہمیں اس معاشرتی تفریق کو کم کرنے کے لئے اقدامات ضرور کرنے چاہئیں۔ پنجاب کے اندر تقریباً ساڑھے تین لاکھ گھر سالانہ کی ضرورت ہے مگر ہم معاشی پابندیوں کی وجہ سے یہ گھر نہیں دے سکتے، اگر ہمیں تین یا پانچ مرلے کا گھر دینے میں مسائل ہیں تو آج پنجاب میں جو بڑے بڑے گھر بن رہے ہیں جن پر کروڑوں روپیہ لگ رہا ہے تو کم از کم اس بجٹ میں ان پر ٹیکس لگانے کی بات کی جائے۔ اگر ہم چھوٹے گھر مہیا نہیں کر سکتے تو کم از کم یہ جو بڑے گھر بنائے جاتے ہیں جو معاشرے کے اندر احساسِ محرومی پیدا کرتے ہیں ان پر پابندی لگنی چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں پبلک ٹرانسپورٹ کے مسائل کے حل کے لئے ہم نے بڑے انقلابی اقدامات کئے ہیں اور پنجاب میں پبلک ٹرانسپورٹ مہیا کرنے کے لئے بڑے اچھے اقدامات کئے جا رہے ہیں لیکن اگر سو فیصد ٹرانسپورٹ مہیا نہیں کی جا سکتی، اگر ہم بڑی گاڑیوں پر ٹیکس نہیں لگا سکتے تو وہ گاڑیاں جو غریب آدمی کے اندر احساسِ محرومی بڑھاتی ہیں کم از کم ہم یہ تو کر سکتے ہیں کہ سائیکل جو عوامی سواری ہے جس کی قیمت آٹھ ہزار سے دس ہزار روپے ہے، کم از کم اس بجٹ کے اندر اس عوامی سواری کو تو promote کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے حکومت کو خصوصی subsidy دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر ساڑھے چھ کروڑ موبائل فون استعمال ہو رہے ہیں اور پاکستان ان چند ممالک میں سے ہے جہاں پر working hours کی بجائے رات کو night time mobile users پوری دنیا میں سب سے زیادہ speed سے بڑھ رہے ہیں۔ میں خصوصی طور پر پنجاب گورنمنٹ کے حوالے سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں اس موبائل فون کے خوفناک حد تک بڑھتے ہوئے trend کو فوری طور پر روکنے کے لئے سوچنا ہوگا۔ موبائل کی sales, purchase اور call rates پوری دنیا میں اتنے سستے کہیں نہیں ہیں جتنے پاکستان میں ہیں۔ پوری دنیا میں جدید ترین موبائل سیٹ اتنے سستے کہیں نہیں ہیں جتنے پاکستان اور پنجاب میں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بڑھتے ہوئے منفی رجحان کو روکنے کے لئے اپنے صوبائی tax net کے اندر اس پر ٹیکس کو

بڑھانا چاہئے تاکہ موبائل کا استعمال صرف ضرورت کے تحت کیا جائے اور اس کا جو مصرف بڑھ رہا ہے اس کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ اسمبلی کے پچھلے اجلاس میں بھی میں نے ڈیموں کے حوالے سے بات کی تھی، 9 کے قریب ڈیم جہلم، راولپنڈی اور چکوال میں بن رہے تھے ان ڈیموں نے 09-2008 میں complete ہونا تھا لیکن مجھے پچھلے اجلاس میں یہ بتایا گیا کہ ان کی completion نہیں ہو سکی اور ان کا budget revise کر دیا گیا ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ آج پاکستان میں سب سے بڑا جو crisis ہے وہ energy crisis ہے۔ اگر ہم نے اس کو cater کرنا ہے تو وہ projects جن کا ہم آغاز کر چکے ہیں، جنہیں آج سے دو تین سال پہلے مکمل ہو جانا تھا اور عوام کو facilitate کرنا تھا لیکن وہ projects مکمل نہیں ہوئے اس کی رپورٹ بھی اس بجٹ سے پہلے اس ایوان کے اندر پیش ہونی چاہئے کہ وہ کیوں مکمل نہیں ہوئے اور revised ہونے کے بعد ان کی cost میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی mega projects ہیں انہیں پنجاب اسمبلی کے اندر discuss ہونا چاہئے اور اس کی تمام وجوہات پر بھی سیر حاصل بحث ہونی چاہئے کہ یہ عوامی projects کیوں مکمل نہیں ہوتے؟

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ہم نے پنجاب میں land کو computerized کرنے کے حوالے سے جو پالیسی بنائی تھی اس کے لئے ساڑھے چار ارب روپیہ مختص کیا گیا تھا اور تقریباً اڑھائی ارب روپیہ اس سے پہلے بھی مختص کیا گیا تھا۔ آپ کے لئے یہ بڑی حیرت کی بات ہوگی کہ land record computerization جس نے پہلے 2007 میں مکمل ہونا تھا، پھر 2008 کی بات ہوئی اور اس کے بعد 2010 کی بات ہوئی ابھی تک وہ مکمل نہیں ہوا مگر میں یہاں پر یہ چیز بھی سراہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ساڑھے چار ارب روپے land computerization کے لئے رکھے لیکن مایوسی کی بات یہ ہے کہ اس حوالے سے ہم کوئی concrete مضبوط land computerization solution پیش نہیں کر سکے۔ جس طرح پرسوں یہاں پر بات ہوئی کہ فیصل آباد کے اندر صرف ایک کروڑ روپے کی لاگت سے انہوں نے اس پوری ڈویژن کے land record کو computerized کر لیا ہے اور چند ماہ بعد وہ ایک منافع بخش ادارہ بن جائے گا اور اس سے revenue بھی generate ہوگا لیکن ہم ساڑھے چار ارب روپے کی cost سے کسی ڈویژن کو بھی ابھی تک باقاعدہ سامنے نہیں لا سکے۔ ایک طرف، میں نام بھی لینا چاہوں گا نسیم صادق صاحب DCO کا کہ جنہوں نے فیصل آباد کے پورے land record کو

computerized کر لیا ہے۔ تقریباً سات ارب روپیہ اس کے لئے بھی رکھا گیا تھا اور 10-2009 اس کی deadline تھی۔ اب آئندہ اس حوالے سے بات کرنے سے پہلے اس کے نامکمل ہونے پر، اس کی implementation نہ ہونے پر بھی اسی اسمبلی کے اندر بحث کی جائے کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے یہ mega projects جن کا پنجاب کے لوگوں پر گہرا اثر ہے وہ کیوں مکمل نہیں ہو سکے؟

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب کے اندر عام آدمی کے لئے بہت مسائل ہیں۔ خادم اعلیٰ نے آشیانہ گھروں کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس سے اچھی سکیم کوئی نہیں ہے۔ عام آدمی جس کو تین مرلے یا پانچ مرلے کے گھر کی سہولت میسر نہیں ہے اس کے لئے یہ سہولت حاصل کرنے کا سنہری موقع ہے۔ میں اس ایوان کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اسے ہنگامی بنیادوں پر آگے بڑھایا جائے اور پنجاب کے تمام شہروں میں لے کر آئیں تاکہ عام آدمی بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر اسد معظم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد سعید مغل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد مسعود لالی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب اعجاز احمد خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، صاحبزادی نرگس ظفر!

صاحبزادی نرگس ظفر: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب والا! Pre budget speeches کا جو سلسلہ شروع کیا گیا ہے یہ بہت خوش آئند اور بہتر فیصلہ ہے۔ اس سے حکومت کو آگاہی حاصل ہو سکے گی کہ علاقے اور حلقے کے بنیادی مسائل کیا ہیں اور missing facilities کیا ہیں؟ سب سے پہلے تو میں خواتین کے مسائل کے حوالے سے بات کروں گی کیونکہ وہ اس ملک کی آبادی کا پچاس فیصد سے زائد حصہ ہیں، ان کے لئے خصوصی پروگرام رکھے جائیں۔ شہروں میں کافی سہولیات میسر ہیں مگر دیہاتوں میں اس حوالے سے نہایت بُرا حال ہے۔ دیہاتوں میں دستکاری سکول قائم کئے جائیں تاکہ وہ اپنے گاؤں میں ٹریننگ حاصل کر کے روزگار کمانے کے قابل بنیں۔ زچہ بچہ سنٹر بھی قائم کئے جائیں، women development پر خصوصی توجہ دی جائے، قومی اسمبلی، سینیٹ اور دیگر اسمبلیوں میں خواتین کو مردوں کے مساوی funds دیئے جاتے ہیں میری یہ گزارش ہوگی کہ پنجاب حکومت اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے تاکہ women empowerment کا جو خواب ہے اس کو عملی شکل دی جا سکے۔ ممبران پنجاب اسمبلی کو خصوصی رقم کوٹا سسٹم برابری کی سطح پر دیا جائے۔ جس طرح وفاقی حکومت نے تمام

MNAsکو پچھلے سال دیا تھا جس کے مطابق40ہزار روپے فی آدمی ملے تھے اور ہر ممبر اسمبلی کو8افراد کا quotaدیا گیا تھا اور اس میں نام معزز ممبران نے تجویز کئے تھے اور پاکستان بیت المال کے ضلعی دفاتر نے درخواست گزار کی انکوائری رپورٹ تیار کی تھی۔ راولپنڈی میں جرنلسٹ ہاؤسنگ سوسائٹی قائم کی گئی ہے، صحافی ہمارے بھائی اور بہنیں ہیں جو کہ سفید پوش ہیں ان کی سوسائٹیوں کی تعمیر و ترقی کے لئے خصوصی funds مختص کئے جائیں۔ سکول، کالج، ہسپتال اور ڈسپنسریوں جیسی سہولیات وہاں ناپید ہیں۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب سے خصوصی درخواست کرتی ہوں کہ وہ توجہ دیں۔ اس کے ساتھ ہی پنجاب حکومت ان کو سرکاری زمین بھی دے تاکہ جو صحافی پلاٹ حاصل کرنے سے رہ گئے ہیں وہ accommodateہو سکیں۔ اس کے لئے funds مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرے والد محترم امرحوم صاحبزادہ اسحاق ظفر وزیر خزانہ آزاد کشمیر رہ چکے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ بجٹ بنانا بہت مشکل کام ہے مگر ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ صوبہ پنجاب کے عوام کو اور اس اسمبلی کو تنویر اشرف کائرہ جیسے محنتی اور قابل وزیر خزانہ میسر ہیں، جو خوش اخلاق ہونے کے ساتھ محنتی بھی ہیں، میں بطور ممبر اسمبلی ان کی قائدانہ صلاحیتوں کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہمارے Houseکی خوش قسمتی ہے کہ آج ان کی صلاحیتوں سے مستفید ہو رہے ہیں ایک شعر جو میں اپنے بھائی کائرہ صاحب کے نام کرنا چاہتی ہوں اور اپنی بات ختم کرنا چاہتی ہوں۔

ملا دو خاک میں مگر خیال رہے
ہم جیسے لوگ دوبارہ ملا نہیں کرتے

جناب سپیکر! پیپلز پارٹی کی حکومت، صدر زرداری صاحب اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے ٹیکس لگانے کی جو بات کی ہے، ٹیکس ضرور لگانے چاہئیں لیکن یہ غریبوں پر نہیں بلکہ امراء پر لگانے چاہئیں جس سے غریب عوام پر ٹیکس کا بوجھ بھی نہیں پڑے گا اور مہنگائی بھی کنٹرول ہو جائے گی۔ جاگیر داروں اور سرمایہ داروں پر ٹیکس ضرور لگنا چاہئے، کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی، بحریہ ٹاؤن، ڈیفنس جیسے علاقوں پر ٹیکس لگانا چاہئے۔ شفاف اور transparentطریق کار وضع کرنا چاہئے اور جو لوگ میرے سمیت بڑے بڑے بنگلوں میں رہ رہے ہیں حکومت نے ان پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا ہوا اس پر

نظر ثانی کریں۔ ٹیکس کی مد سے جو فنڈ اکٹھا ہوتا ہے اس سے عوام کو سہولیات باہم پہنچائی جائیں۔ سڑکوں، ہسپتالوں، تھانوں وغیرہ کی بہتری کی جائے۔ اس سے بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے اس اہم موضوع پر مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں بجٹ سے پہلے اس بحث میں اپنی تجاویز کو شامل کرنے اور ہماری جو inputs ہیں ان کو شامل کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں سب سے پہلے تو عرض یہ کروں گا کہ یہ جو مالی سال ہے اس کے تقریباً سات ماہ گزر گئے ہیں۔ پہلے تو وزیر خزانہ صاحب ہمیں یہ بتائیں کہ ہم نے جو پچھلا بجٹ پاس کیا تھا اس بجٹ کا آج کے دن تک کیا breakup آیا ہے، اس بجٹ میں development کا جو portion ہے اس میں کتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں؟ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اکٹھا ہی جواب دیں گے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب والا! اس مالی سال کے جو سات ماہ گزر گئے ہیں اس میں جو غیر ترقیاتی portion ہے وہ تو ظاہر ہے استعمال ہو رہا ہے جو غیر ترقیاتی اخراجات ہیں وہ تو استعمال ہو رہے ہیں لیکن جو ترقیاتی اخراجات ہیں اس کا کیا breakup ہے؟ میں آپ کو اپنے حلقہ کی مثال دیتا ہوں جہاں آج کے دن تک، اس وقت تک ایک روپے کا کام بھی شروع نہیں ہو سکا۔ میرے خیال میں یہی صورتحال باقی اضلاع میں اور باقی ممبران اسمبلی کے حلقوں میں بھی ہو گی۔ ہم بجٹ اجلاس کرتے ہیں اور بڑے زور و شور سے کرتے ہیں، بجٹ پاس بھی کرتے ہیں لیکن اس کا impact gross root level پر کبھی آتا ہے اور نہ ہی اس دفعہ آیا ہے، یہی صورتحال ہر جگہ پر ہے۔ وزیر خزانہ یہ ضرور بتائیں کہ پورے سال میں اگر وہ budget performance پر یا ممبران اسمبلی کی جو ترقیاتی سکیمیں ہوتی ہیں ان کی performance, progress کے لئے کوئی میٹنگ کر لیا کریں یا پوچھ لیا کریں کہ آپ کو جو development funds دیئے گئے تھے ان پر کام کی کیا progress ہے، کیا speed ہے؟

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے بات کروں گا کہ حکومت کی توجہ جو میں نے دیکھا ہے ترجیحی بنیادوں پر ہے لیکن حکومت کی زیادہ توجہ بڑے شہروں اور بڑے ہسپتالوں پر ہے۔ Union Council level پر ہزاروں کی تعداد میں جو BHUs موجود ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ہر سال کروڑوں روپے کا فنڈ تو ان کے لئے رکھا جاتا ہے لیکن اکثر BHUs پر مویشیوں کا راج

ہے۔ وہاں پر ہسپتال ہے، عملہ ہے اور نہ ہی دوائیاں ہیں۔ بڑے شہروں کے ہسپتالوں پر بھی ضرور توجہ دینی چاہئے کیونکہ آبادی کا ان پر بہت pressure ہے لیکن آپ BHUs کو focus کریں، BHUs کی performance کو بہتر بنائیں اور جو کروڑوں روپے کا بجٹ ان پر خرچ ہوتا ہے وہ ضائع نہ جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ایجوکیشن میں ایک بڑا رواج ہے اور ہر ممبر اسمبلی بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میں نے فلاں سکول کو upgrade کروا لیا، میں نے کالج کو upgrade کروا لیا، اس کو upgrade کروانے کے بعد پھر حکومت کے خزانے پر SNE منظور کروانے پر نئے سٹاف سے بڑا بوجھ آتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو سکول موجود ہیں جو infrastructure سکولوں کا موجود ہے ہم پہلے ان کی performance کے اوپر زور دیں، ان کی جو missing facilities ہیں ہم ان کو پورا کریں ان کے سٹاف کے جو مسائل ہیں وہ حل کریں یا جہاں سٹاف نہیں ہے اس کو پورا کریں۔ ان سکولوں کو focus کر کے ان سے اچھی performance لیں۔ ہم ان سکولوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور دوسرے سکولوں کو upgrade کرتے ہیں جس سے خزانے پر بہت بوجھ پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح لوکل گورنمنٹ کے متعلق عرض کروں گا۔ تین محکمے ایسے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کے خزانہ پر white elephant ہیں ایک لوکل گورنمنٹ ہے، پنجاب پبلک ہیلتھ ہے اور دوسرا Provincial Highway ہے۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ اضلاع میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا D.O Roads بھی بیٹھا ہوا ہے اور TMAs بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ تمام محکمے سوائے اپنا کمیشن بنانے کے کچھ performance نہیں دے رہے، کچھ deliver نہیں کر رہے، Local Government Department, Provincial Highway, Public Health Department جس طرح گورنمنٹ downsizing کر رہی ہے اور اپنے اخراجات کو بھی کم کر رہی ہے، کچھ محکمے بھی ختم کر رہی ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ان تینوں محکموں کو ختم کر کے ایک محکمہ بنا دیا جائے جس سے آپ کروڑوں روپے کی بچت کر سکتے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کا کوئی role نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ 80 لاکھ روپے کی MPAs کی سکیمیں لیتے ہیں اور وہ بھی کئی سالوں سے زیر التواء ہیں۔ حکومت کو کروڑوں روپے کا ان سکیموں میں بھی نقصان ہو رہا ہے۔ سوائے اس کے کہ ایک ADLG بیٹھا ہے، اس کا سٹاف ہے، دفتر ہے، گاڑیاں ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح Public Health Department ہے Provincial Highway Department ہے اس کا بھی

XENاور ڈائریکٹر بیٹھا ہے وہ بھی کچھ نہیں کر رہا۔اگر ان تینوں محکموں کو ایک محکمہ بنا کر uniform طریقے سے system میں لے آئیں تو اس سے کروڑوں روپے کی بچت ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح آشیانہ سکیم بھی ایک بہت اچھی سکیم ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ آشیانہ سکیم سے پہلے جو سیلاب کے متاثرہ علاقے ہیں جہاں آج بھی لوگ بے یار و مددگار بیٹھے ہوئے ہیں، حکومت پنجاب کی commitment تھی کہ ان کو بھی ہم گھر دیں گے، ان کو بھی چھت دیں گے، اگر پہلے ان کو focus کر کے سیلاب متاثرین کو relief دے دیا جاتا پھر اس کے بعد آشیانہ سکیم announce کر دی جاتی تو وہ زیادہ بہتر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آپ کا پانچ منٹ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔بہت مہربانی۔محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ decide کر دیا ہوا ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر نہیں لے سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: آپ دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نہیں بیٹھے تھے۔یہ ہاؤس کی consent سے decision ہے کہ جب بجٹ تقریر ہو رہی ہو تو اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری پرسوں کی تقریر کے حوالے سے میڈیا پر کوئی بات آئی ہے میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کے بعد بات کر لیجئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: ٹھیک ہے جی، میں ان کے ساتھ ساتھ کرتا رہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، تشریف رکھیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: بہت بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہاں پر کہنا چاہتی ہوں کہ جب بجٹ بنانے کا ٹائم آتا ہے وہ ایک ایسا ٹائم ہوتا ہے جب ہم سب کو بیٹھ کر سوچنا چاہئے کہ ہمارے صوبے کو exactly کیا problems ہیں اور کیا چیز ہماری list priority میں آنی چاہئے۔ہمیں اپنی priorities متعین کرنے کا یہ بہترین وقت ہے اس میں سیاست سے بالاتر ہو کر صرف یہ دیکھنے کا ٹائم ہے کہ ہم نے اس وقت کن چیزوں کو priority دینی ہے۔میں اس وقت دو تین points پر بات کروں

گی۔سب سے پہلے یہ بات کروں گی کہ پنجاب میں آٹھ ہزار میگاواٹ بجلی کی ضرورت ہے اور اس وقت پنجاب میں اس حد تک بالکل بجلی مہیا نہیں کی جارہی، نہ صرف بجلی بلکہ گیس کی بھی اتنی کمی ہے جس سے ہماری ساری انڈسٹری بہت بُری طرح suffer کر رہی ہے۔ہم سندر میں پنجاب کی ایک انڈسٹریل سٹیٹ بنارہے ہیں اس کے علاوہ رحیم یار خان میں بن رہی ہے، بھیرہ کے قریب بھی بن رہی ہے ہمیں وہاں roads کا access proper چاہئے اس سے وہاں ہمارے مزدوروں کی بھرتی ہو گی، وہاں پر بجلی اور گیس کی ضرورت ہر صورت میں پوری کرنی ہے۔چونکہ ہمارے وزیر خزانہ کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے اس لئے میں خاص طور پر استدعا کروں گی کہ وہ اس مسئلے کو اپنے صوبے کا مسئلہ سمجھ کر پنجاب کی طرف سے وفاقی حکومت سے request کریں کیونکہ سندھ اور باقی کسی صوبے میں as compared to Punjab یہ problem نہیں ہے۔یہ بڑا صوبہ ہے لیکن مجھے بالکل اس کی سمجھ نہیں آرہی کہ یہ صوبہ مسلسل گیس اور بجلی کے بحران کا کیوں شکار ہے؟ اس کے لئے فوری طور پر کیا انتظامات کئے جا سکتے ہیں اور ہم اپنے طور پر صوبے کے بجٹ میں اس سیکٹر کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ کیونکہ آج کل کے حالات میں پرائیویٹ سیکٹر بجلی کے یونٹس لگانے میں interested نہیں ہے اور کوئی بھی پرائیویٹ سیکٹر اتنی heavy investment کرنے میں interested نہیں ہے۔کلر کہار میں wind and coal دونوں موجود ہیں اس پر کس طریقے سے کام کیا جا سکتا اور اس کے لئے کیا سپیشل بجٹ مختص کیا جا سکتا ہے؟ کوئی سکول، کوئی ہسپتال بلکہ کوئی بھی چیز بجلی کے بغیر کام نہیں کر سکتی اور یہ ایک basic ضرورت ہے۔اس وقت ہمارے جتنے بھی problems ہیں یہ ان کی root cause ہے اور اس بجٹ میں اس پر stress دینا بے حد ضروری ہے۔اگر ہم اس دفعہ بھی یہ stress نہیں دیں گے تو یقیناً ہم کسی قسم کی ترقی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر! میں ایک چیز کہنا چاہتی ہوں کہ اگر direct tax میں کمی کر کے indirect taxes کے بارے میں سوچا جائے تو وہ کس طریقے سے سوچا جا سکتا ہے اور ہم بجٹ میں ان کی وصولی کو بھی کس طریقے سے transparent کر سکتے ہیں تاکہ ہم اپنے بجٹ کو ایک بہترین بجٹ بنا سکیں۔ہم اپنے وسائل کو use کرتے ہوئے کس طریقے سے ان ساری چیزوں کو use کر سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ میں ایک چھوٹی سی یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں بھی اور ملکوں کی طرح کچھ mega cities ہیں جن میں لاہور، کراچی، اسلام آباد اور راولپنڈی شامل ہیں اسی طرح شنگھائی ہے نیویارک اور بڑے cities mega cities کہلاتے ہیں، خاص طور پر mega cities پر زیادہ بجٹ رکھنا چاہئے۔اس

کو سیاست کا شکار نہ بنائیں کیونکہ دنیا کے جتنے بھی mega cities ہوتے ہیں ان کے اندر proper colleges, schools, infrastructure, roads نہیں ہوں گے تو آپ کے بچے دیہاتوں سے آ کر یہاں کی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے، mega cities نے باقی cities کو cater کرنا ہوتا ہے لہذا mega cities کو develop کرنا کسی بھی کامیاب ملک کی نشانی ہے۔اگر ہمارے کچھ ممبران یا ہمارے ملک کے لوگ اس کو اچھی طرح نہیں سمجھتے تو please انہیں aware کیا جائے کہ mega cities کو develop کرنا کتنا ضروری ہے اس کے لئے ایک خاص بجٹ مختص کیا جائے اور اسے سیاست کا شکار نہ کیا جائے کہ لاہور، ملتان یا راولپنڈی میں یہ پیسا خرچ کیا جا رہا ہے۔ہمیشہ mega cities کو improve کرنا ایک اچھی اور developed nation کی نشانی ہے۔میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گی۔

جناب سپیکر! چونکہ سکولوں اور ہسپتالوں کے بارے میں already بات کی جا چکی ہے لیکن یہ ضرور کہوں گی کہ لڑکیوں کے سکول develop کرنے کے لئے پرائمری سکول تک co-education کی جائے تاکہ ہم اس وقت بچوں کی پڑھائی ensure کریں۔جس طرح ہم کام کر رہے ہیں اس طرح ہم next 38 years تک MDG goals کو کبھی بھی meet نہیں کر سکتے۔ میری استدعا ہے کہ اس کے لئے خاص طور پر کام کیا جائے۔بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محترمہ نرگس فیض ملک صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا، میں سب سے پہلے جناب کائرہ صاحب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو appreciate کروں گی جنہوں نے pre budget کے لئے ممبران اسمبلی سے تجاویز مانگی ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں ایک تاریخی کارنامہ جناب آصف علی زرداری صاحب نے کیا جو صوبوں کو ان کے حقوق دیئے جس وجہ سے تمام صوبے independent ہوئے۔ آج ہم اس چیز کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ بجٹ میں تین چار بنیادی چیزوں پر ضروری توجہ کی ضرورت ہے جن کو بہتر کرنے سے ہمارے ملک کے باقی مسائل حل ہو سکتے ہیں جن میں تعلیم، صحت، بے روزگاری کا خاتمہ اور خواتین کی empowerment ہے۔ ہمارا literacy rate جتنا low ہے اگر ہم اس پر توجہ نہیں دیتے تو جرائم میں کمی نہیں آ سکتی کیونکہ جن بچوں کے ہاتھوں میں قلم ہونا چاہئے آج انہوں نے

کلاشنکوف اٹھائی ہوئی ہے اور یہ ضیاء الحق مردود کی وجہ سے ہے۔ ایک آمر آیا اس نے کلاشنکوف introduce کرائی دوسرا آمر آیا تو اس نے بم دھماکے introduce کرائے۔اگر اپنے صوبے اور ملک کو ان خود کش حملوں سے ،ان بم دھماکوں سے پاک کرنا ہے تو ہمیں جناب آصف علی زرداری صاحب کے vision کو آگے بڑھانا ہے اور ان کے ساتھ ان کی مفاہمت کی پالیسی پر عمل کرنا ہے، سچے اور صدق دل سے پاکستان کی خدمت کرنے کے لئے پاکستان کے عوام کی خدمت کرنا پڑے گی۔ جب تک ہم پاکستان کے عوام کے لئے نہیں سوچیں گے میں سمجھتی ہوں کہ ہم نے جو حلف اٹھائے ہوئے ہیں ان سے بھی انحراف ہوگا۔

جناب سپیکر!اس وقت پنجاب میں mostly سکولوں کی حالت یہ ہے کہ بچوں کی جگہ مویشی پالے جارہے ہیں اور اگر کہیں پر بچے ہیں تو وہاں اساتذہ موجود نہیں ہیں چونکہ اساتذہ کو دور دور علاقوں میں بھیجا جاتا ہے یا پھر انہیں گھر بیٹھے تنخواہیں ملتی ہیں۔اس سلسلے کو ختم کیا جائے گا تو پھر ہی بہتر تعلیم دی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ صحت کے معاملے میں بڑے بڑے ہسپتالوں میں غریب اور عام آدمی کو ڈسپرین تک مفت نہیں دی جاتی۔یہاں پر دعوے تو بہت کئے جاتے ہیں کہ فلاں سنٹر فلاں موبائل اوریوں کر دیا گیا ہے اور بڑے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے جاتے ہیں لیکن غریب کی حالت روز بروز بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ اسے کسی بھی سرکاری ہسپتال میں کہیں بھی کوئی ایسی سہولت نہیں ہے even اسے ایمرجنسی آؤٹ ڈور سے جو slip دی جاتی ہے وہ بھی مفت نہیں ملتی۔ہمیں چاہئے کہ ہم at least غریب آدمی کو صحت کی سہولتیں اس کے دروازے پر پہنچائیں اس مقصد کے لئے ہر یونین کونسل کی سطح پر ڈسپنسریاں بنائی جائیں تاکہ غریب آدمی کو زیادہ سے زیادہ صحت کی سہولتیں مل سکیں۔ جس طرح محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے دور میں خواتین کے لئے Maternity Homes اور لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کا پروگرام شروع کیا گیا تھا میں کائرہ صاحب سے گزارش کروں گی کہ آپ کو ان تمام باتوں کا علم ہے مہربانی کر کے اس بجٹ میں ان خواتین کے لئے خاص توجہ دیں۔ جب تک خواتین کی صحت اچھی نہیں ہوگی وہ اپنے گھر میں کام کر سکتی ہیں اور نہ ہی باہر کام کر سکتی ہیں۔زچہ بچہ کی سہولت کے لئے ان کو basic requirements provide کرنا ہمارا اولین فرض ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!زراعت کے شعبے میں بھی خواتین بہت زیادہ کام کر رہی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ مردوں سے زیادہ ہماری خواتین بہنیں دیہاتوں میں کام کر رہی ہیں۔ان کو empower کرنے کے

لئے ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ ہم تو خواتین کو سفری سہولتیں بھی میسر نہیں کر سکے تو پھر ہم ان خواتین کو empower کس طرح کر سکتے ہیں؟ یہاں پر تو میری بہنوں کو ایک سٹاپ سے دوسرے سٹاپ تک جانے کے لئے بھی بہت ساری تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خواتین کے لئے بہت زیادہ ٹرانسپورٹ کے مسائل ہیں لہذا میں گزارش کروں گی کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں خواتین کے لئے الگ ٹرانسپورٹ چلانے کی خاطر بجٹ مختص کیا جائے اس طرح ہماری بہنیں اپنے وطن کی بہتر خدمت کر سکیں گی اور کام بھی دلجوئی سے کر سکیں گی۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کہوں گی کہ ضلع کی سطح پر ہمارا جو عدالتی نظام ہے اس کو improve کیا جائے۔ بعض جگہوں پر judges اور عملہ کم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بروقت انصاف نہیں ملتا، کئی کئی سالوں تک دیوانی کیس چلتے رہتے ہیں اور ان کا فیصلہ نہیں ہو پاتا۔ یہاں پر یہ ہوتا ہے کہ اگر دادا سول یا دیوانی کیس دائر کرتا ہے تو اس کے پوتے کو بھی انصاف نہیں ملتا اس لئے ضلعی عدالتی نظام کو improve کریں اور سائلین کے بیٹھنے اور پانی کا خصوصی طور پر انتظام کیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ wind up کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): جناب سپیکر! اس وقت ہمارے ملک کی معاشی حالت ابتر ہو چکی ہے۔ صوبوں کو اپنے وسائل خود پیدا کرنے پر زور دینا چاہئے۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کی independent حیثیت اسی صورت میں سامنے آئے گی جب ہمارے صوبے معاشی طور پر مستحکم ہوں گے۔ ہمیں ٹیکسوں کی وصولی کے نظام میں بہتری لانی چاہئے۔ ٹیکسوں کو چھپانے کے بہت سے راستے ہیں لہذا ٹیکسوں کی وصولی کے نظام کو شفاف اور جدید بنایا جانا چاہئے۔ ٹیکس دینے والوں کے لئے ہمیں کوئی علیحدہ سسٹم اپنانا چاہئے تاکہ وہ خوش ہو کر مزید ٹیکس دینے کی طرف راغب ہوں۔ میں ایک مرتبہ پھر گزارش کروں گی کہ خواتین کو empower کرنے کے لئے آئندہ بجٹ میں خصوصی طور پر رقوم مختص کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ بھی pre budget session ہوا تھا اور ہم نے اپنی تجاویز دی تھیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہماری کسی بھی تجویز کو consider نہیں کیا گیا تو اس مرتبہ میری honourbale وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ women empowerment سے related اور خواتین کی بھلائی والی سکیموں کو آپ ضرور consider کیجئے گا۔

جناب سپیکر!اس وقت ہمارے صوبے کی جو حالت زار ہے اسے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ آسیب نے اپنے بے رحم پنجوں میں بُری طرح ہمارے صوبے کو جکڑ رکھا ہے۔اس financial crunch کے باعث صوبے میں امن وامان کی صورتحال بھی بہت خراب ہو چکی ہے۔ہمیں اپنے جی ڈی پی میں خاطر خواہ اضافہ کرنے کی غرض سے اقدامات کرنے چاہئیں۔ہمیں اپنے صوبے میں ایسے وسائل پیدا کرنے ہوں گے کہ جن سے لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا ہو سکیں اور بدامنی دُور ہو سکے۔جب تک law and order control نہیں ہو گا تب تک صوبے میں بہتری اور خوشحالی نہیں آ سکتی۔

جناب سپیکر!صحت اور تعلیم دو ایسے شعبے ہیں کہ جو ہر حکومت کی priorities میں سرفہرست ہوتے ہیں لیکن ہمارے ہاں حال یہ ہے کہ اربوں روپے خرچ کر کے دانش سکول کھولے جا رہے ہیں۔ہمارے صوبے کے نو ہزار سے زیادہ سکولوں میں چار دیواری میسر نہیں ہے۔دس ہزار کے قریب سکولوں میں toilet کی basic facility موجود نہیں ہے۔ہمارے صوبے میں ہزاروں بچے آج بھی سردی، گرمی اور بارشوں میں زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ایسے حالات میں اربوں روپے خرچ کر کے ایک دانش سکول کھولنا کہاں کی دانش مندی ہے؟میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ جن سکولوں کو upgradation کی ضرورت ہے انہیں upgrade کیا جائے اور پہلے سے قائم سکولوں میں جو جو missing facilities ہیں وہ مہیا کی جائیں۔دیہی علاقوں کے سکولوں پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ دیہی علاقوں میں قائم سکولوں کی حالت بہت ابتر ہے۔

جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ ہسپتالوں میں صفائی اور حاضری کو ensure کیا جائے کیونکہ اگر کسی ہسپتال میں صفائی نہیں ہو گی تو وہ دارالشفا کیسے بن سکتا ہے؟میں کسی دُور دراز علاقے کی بات نہیں کر رہی بلکہ صوبہ پنجاب کے دل لاہور اور لاہور کے دل جناح ہسپتال کی بات کر رہی ہوں۔جناح ہسپتال کے لیبر روم اور آئی سی یو میں جب بلیاں پھریں گی تو پھر آپ لوگوں کا کس طریقے سے صحیح علاج کر سکتے ہیں؟اسی طرح دیہی علاقوں میں قائم ہیلتھ سنٹر مویشیوں کے باڑے بن چکے ہیں اگر یہ حالات رہے تو پھر ہماری قوم ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی لہذا میری گزارش ہے کہ ہسپتالوں میں صفائی کے نظام کو بہتر کیا جائے۔میں کہنا چاہوں گی کہ تقاریر کی بجائے مؤثر حکمت عملی اختیار کی جائے۔

جناب سپیکر! mission, vision, priority and direction کا تعین زمینی حقائق کے مطابق کیا جائے تو پھر بہت بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔دفتروں میں چینی کا استعمال بند کر دینے سے

کوئی بہتری نہیں آ سکتی۔ الٹی میٹم سیاست، معطلی سیاست، طوفانی دورے سیاست یہ تمام چیزیں سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے تو کارآمد ہو سکتی ہیں لیکن کسی بھوکے کے پیٹ میں روٹی کا نوالہ ڈال سکتیں ہیں اور نہ ہی کسی بے روزگار کو روزگار دے سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! water management کے لئے World Bank نے پنجاب کو 66-ارب روپے دیئے تھے۔ اس fund سے بڑی نہروں کی stone pitching کی جانی تھی اور چھوٹی نہروں اور کھالوں کو پختہ کیا جانا تھا لیکن یہ منصوبہ 2008 میں wind up کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ زراعت اور اس سے related جتنے بھی دیگر شعبے ہیں ان کی ترقی کے لئے practically، مؤثر اور جامع حکمت عملی اختیار کی جائے اور بجٹ میں اس کے لئے خصوصی طور پر funds مختص کئے جائیں۔ دیہی علاقوں میں کھیت سے منڈیوں تک سڑکوں کی حالت انتہائی ابتر ہو چکی ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان کے لئے special funds رکھے جائیں۔ کھالوں اور چھوٹی نہروں کو پختہ کرنے کا جو کام نامکمل رہ گیا ہے اس کو مکمل کرنے کے لئے special funds allocate کئے جائیں۔ موجودہ مارکیٹ کمیٹیوں کو ختم کیا جائے اور ان کی جگہ پر viable Agro Market Committees تشکیل دی جائیں۔ یونین کونسل کی سطح پر Farmers Facilitation Centres قائم کئے جائیں جہاں پر کاشتکاروں کو زرعی مشینری، کھاد، بیج، ڈیزل، زرعی ادویات فراہم کی جائیں اور ان کی رہنمائی کی جائے۔ مل مالکان کی monopoly ختم کی جائے اور کاشتکاروں کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ صوبہ کی معاشی تقدیر اور ترقی زراعت سے وابستہ ہے لیکن افسوس کا مقام یہ ہے کہ یہی شعبہ سب سے زیادہ پسماندہ ہے۔ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ زرعی شعبہ 42 فیصد لوگوں کو روزگار فراہم کر رہا ہے۔ دیہی علاقوں میں 76 فیصد لوگ اس شعبہ سے وابستہ ہیں۔ ہماری صنعت کا دارومدار بھی زراعت پر ہے۔ کپاس کی تقریباً 12 ملین گانٹھیں ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹریز کی کھپت ہیں جس سے ہم 10-ارب روپے کا زرمبادلہ export کی صورت میں حاصل کر رہے ہیں جو کہ بہت کم ہے۔ بھارت اور چین کپاس کی value addition تین، چار گنا زیادہ کر کے ہم سے بہتر زرمبادلہ کما رہے ہیں۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان کے زرعی شعبے میں بے انتہا potential ہے۔ پاکستان دنیا میں کپاس پیدا کرنے والا چوتھا بڑا ملک ہے۔ دودھ پیدا کرنے والا پانچواں بڑا ملک ہے جبکہ گندم اور گنے کی پیداوار میں

ہم چھٹے نمبر پر ہیں لیکن packaging process and value addition نہ ہونے کی وجہ سے ہم دنیا میں ان اشیاء کی پیداوار میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہماری حالت زار یہ ہے کہ جب کسان گنّا پیدا کرتا ہے اور اپنے گنّے کو شوگر مل میں لے کر جاتا ہے تو اسے بھکاری کی طرح treat کیا جاتا ہے، اسے ذلیل و خوار کیا جاتا ہے۔ بنک کے سامنے لائنیں لگوا کر چھ چھ مہینے اس کی تذلیل کی جاتی ہے اور وہ اپنے ہی پیسے کو حاصل کرنے کے لئے در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ جب وہی کسان گندم پیدا کرتا ہے اور اپنی گندم کو پنجاب حکومت کے خریداری سنٹر پر لے کر جاتا ہے تو وہاں پر بھی اس کے ساتھ ایسا ہی discriminatory رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جب لوگ اسی گندم سے بننے والا آٹا اور گنے سے بننے والی چینی حاصل کرنے جاتے ہیں تو پھر وہی لائنیں، دھکے اور ٹھڈے ان کا مقدر بنتے ہیں۔

جناب سپیکر! ظاہری طور پر تو withholding tax middleman پر لگایا گیا ہے لیکن اس کا اثر down the line سب پر ہو رہا ہے۔ کاشتکار، گھریلو خواتین اور ہم سب کو یہ suffer کرے گا کیونکہ اس سے مہنگائی میں ساڑھے تین فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ یہ ٹیکس تو وفاقی حکومت نے لگایا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ زرعی ٹیکس لگانا وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہی نہیں ہے اور اگر وفاقی حکومت نے صوبے پر کوئی چیز impose کی ہے تو پھر اس پر صوبے نے resist کیوں نہیں کیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب آپ اس کو wind up کر دیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ زرعی اجناس کی سٹوریج اور مارکیٹنگ کا mechanism ناپید ہونے کی وجہ سے کاشتکار بے سر و سامان ہیں، اُن کا کوئی مددگار نہیں ہے، کبھی مڈل مین اور کبھی فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے رحم و کرم پر چلے جاتے ہیں۔ میں صرف یہ کہہ کر اپنی بات wind up کرنا چاہوں گی کہ:

جب مٹ جائے کہیں سے امتیازِ خیر و شر
ظلم بغاوت اور سرکشی پہ مائل وہ ہر بشر
ظلم کی آغوش میں ہو جس جگہ کے بام و در
تو اے بادلو! وہاں کنکر برسنے چاہئیں برف گرنی چاہئے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ حاجی مہر ارشاد احمد سیال صاحب!

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس ہاؤس میں اپنے حلقہ کے مسائل بتانے کا موقع دیا۔ میرے حلقہ میں مظفر گڑھ شہر کے ساتھ جڑواں ایک کچی آبادی ٹبہ کریم آباد ہے وہاں کم از کم 20ہزار لوگ رہتے ہیں۔ اس ٹبہ کریم آباد کے حوالے سے ایک request کرنی تھی کہ اس آبادی کے مکینوں کو اگر مالکانہ حقوق مل جائیں تو اُن غریبوں کی بھلائی ہو جائے گی اور اُنہیں مالکانہ حقوق دینے کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اعلان کیا تھا لیکن ابھی تک اُنہیں مالکانہ حقوق نہیں ملے۔ اِسی کچی آبادی کی ڈویلپمنٹ کے لئے 10 کروڑ کی گرانٹ منظور ہوئی تھی جس میں سے 4.5 کروڑ روپے release ہو گئے تھے جس سے کچھ سیوریج اور کچھ پختہ سڑکیں بن چکی ہیں لیکن ابھی تک باقی گرانٹ جاری نہیں ہوئی اگر باقی گرانٹ جاری نہ ہوئی تو پہلے والا 4.5 کروڑ روپیہ بھی ضائع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ کا ضلعی ہسپتال 1952 میں بنا تھا اور مظفر گڑھ کی آبادی 35 لاکھ ہے جبکہ یہ ہسپتال 150 بیڈ پر مشتمل ہے۔ وہاں ایم این اے کی پانچ سیٹیں اور ایم پی اے کی گیارہ سیٹیں ہیں۔ ہمارے ساتھ والے ضلع ڈی جی خان کی آبادی 25 لاکھ ہے جبکہ وہاں کا ضلعی ہسپتال 500 بیڈ پر مشتمل ہے۔ میری گزارش ہے کہ مظفر گڑھ کے ضلعی ہسپتال کو بھی fully upgrade کر کے کم از کم 500 بیڈ کا کیا جائے۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ ایک تاریخی شہر ہے اور دو سو سال پرانا ضلع ہے وہاں پر ایک بھی تفریحی پارک نہیں ہے لہذا حکومت سے میری التجاء ہے کہ اس شہر میں کم از کم ایک تفریحی پارک ہونا چاہئے۔ ہم لاہور میں آتے ہیں تو ہمیں قدم قدم پر انڈر پاس نظر آتے ہیں۔ مظفر گڑھ شہر میں جھنگ روڈ پر ایک ریلوے کراسنگ ہے تو گرمیوں میں بارہ بجے یا ایک بجے جب ریل نے گزرنا ہوتا ہے تو ایک گھنٹہ پہلے ریلوے پھاٹک بند ہو جانے کی وجہ سے میلوں لمبی لائنیں لگ جاتی ہیں۔ وہاں کئی مریض تڑپ تڑپ کر مر گئے ہیں اگر گورنمنٹ مناسب سمجھے تو وہاں ایک فلائی اوور یا انڈر پاس دیا جائے۔ مظفر گڑھ کے نواح میں مراد آباد ایک پرانا قصبہ ہے جس کی بہت بڑی آبادی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جنوبی پنجاب کے لئے 5-ارب روپے کا پیکج دیا تھا تو میں حیران ہوں کہ اُس پیکج میں سے کسی حلقہ کو 22 کروڑ روپے ملے تو کسی حلقے کو 30 کروڑ روپے ملے لیکن میرے حلقے میں اس پیکج میں سے ایک کروڑ روپے سے مراد آباد کے ہائی سکول کو upgrade کر کے ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا گیا تھا اُس کا ٹینڈر بھی لگ گیا اور ورک آرڈر

بھی جاری ہو گیا لیکن فنڈز جاری نہ ہونے کی وجہ سے وہ منصوبہ رُکا ہوا ہے لہذا گزارش ہے کہ اس کے فنڈز جاری کئے جائیں۔ ہم نے مراد آباد کے سیوریج کے لئے سکیم دی تھی تو 2008 سے وہاں پر کام شروع ہے لیکن کام کی سپیڈ سے ایسے لگتا ہے کہ یہ منصوبہ شاید2015 میں مکمل ہو گا۔ وہاں پر اُکھاڑ بچھاڑ کے باعث آدمی پیدل بھی نہیں چل سکتا اگر حکومت مناسب سمجھے تو ٹھیکیدار کو حکم دے کہ اُس منصوبے کو فی الفور مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ میں جھنگ روڈ carpeted بن رہی ہے۔ یہ منصوبہ 2008 میں شروع ہوا اور اس کا ٹھیکہ حق کمپنی کے مالک ہدایت اللہ کو ملا لیکن وہ سڑک کی اُکھاڑ بچھاڑ کر کے کہیں گم ہو گیا اگر وہ ٹھیکیدار کام نہیں کرنا چاہتا تو اُس کا ٹھیکہ منسوخ کر کے کسی اور ٹھیکیدار کو دیا جائے کیونکہ اس روڈ پر منٹوں کا راستہ اب گھنٹوں میں طے ہوتا ہے جس کی وجہ سے عوام کافی مشکلات میں ہیں۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ سے 80 کلومیٹر کے فاصلے پر رنگ پور ایک تاریخی قصبہ ہے اس میں ایک گرلز ہائی سکول ہے میری گزارش ہے کہ اُس گرلز ہائی سکول کو گرلز کالج یا پھر گرلز ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے۔ ضلع مظفر گڑھ میں میرے حلقہ کی آخری یونین کونسل چک فرازی ہے جو ضلع جھنگ کے بارڈر کے ساتھ ہے۔ اُس یونین کونسل کی آبادی40 ہزار نفوس پر مشتمل ہے وہاں ایک بھی گرلز ہائی سکول نہیں ہے اس لئے گورنمنٹ سے میری التجا ہے کہ وہاں ایک گرلز ہائی سکول دیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا پورا حلقہ دریائے چناب کا ہے جہاں پر دریا کا کافی کٹاؤ ہے جس کے باعث بہت سی آبادیاں صفحہ ہستی سے مٹ گئی ہیں میں نے وہاں پر سیکرٹری اریگیشن کو بھی visit کرایا تھا۔ موضع فرید آباد، موضع لشکر پور، موضع گنجی، موضع پکا سندیلہ، موضع جڑ اور موضع پپلی، اگر ان مواضعات کو بروقت سپر بند دیا جائے تو ان مواضعات کے مکینوں کے گھر بچ جائیں گے، باغات بھی بچ جائیں گے، اس سے جھنگ روڈ اور رنگ پور کینال کو جو خطرہ ہے وہ بھی محفوظ ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میرے حلقے کے سیلاب سے متاثرہ علاقے میں وطن کارڈ جاری کئے گئے ہیں تو جن لوگوں کو وطن کارڈ نہیں دیئے گئے اُنہیں وطن کارڈ جاری کئے جائیں۔ میں نے اپنے حلقے میں جو پرائمری سکول اور ڈسپنسریاں بنوائی ہیں اُن کی عمارات تین سال سے بن چکی ہیں لیکن ابھی تک وہاں پر عملہ نہیں گیا۔ ہم نے وہ عمارات زمینداروں کے ڈیروں یا مال مویشیوں کے "بھانوں" کے لئے نہیں بنوائیں لہذا میری استدعا ہے کہ اُن سکولوں میں فوری طور پر ٹیچر اور ڈسپنسریوں میں ڈاکٹر اور دیگر

سٹاف بھیجا جائے۔اس کے علاوہ مجھے اپنے حلقہ میں کم از کم دس پرائمری سکول اور پانچ ڈسپنسریاں چاہیئں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راناصاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانامحمدارشد): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گجرات میں حاجی ناصر صاحب کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے اُس ظلم کے خلاف گجرات سے سینکڑوں لوگ حاجی ناصر صاحب کے حق میں جلوس لے کرآئے ہوئے ہیں اورانہوں نے پنجاب اسمبلی کے سامنے مال روڈ بند کیا ہوا ہے توآپ سے میری استدعا ہے کہ آپ کوئی کمیٹی بنادیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر سپریم کورٹ کے فیصلے کو نہیں مانا جائے گا، اگر فراڈیے کو فراڈیا اور چور کو چور کہنے سے منع کیا جائے گا تو پھر اِسی طرح ہوگا۔ پنجاب میں ایسا ہوتا ہے کہ اگر لوگ کسی چور کو پکڑتے ہیں تو اُسے تھانے میں دے دیتے ہیں۔ ہماری عوام نے پولیس کو اطلاع دی ہے اور وہاں پر پولیس نے موجود ہونے کے باوجود اُسے نہیں پکڑا اور عوام میں لڑائی ہو گئی تو ہمارے سر پھٹے ہوئے لوگوں کو جیل میں بند کر کے اُن کے خلاف پرچے دے دیئے گئے ہیں۔ مجھے یہ بات کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ پنجاب حکومت اور پنجاب پولیس سپریم کورٹ کے فیصلے پر اس طرح عمل کر رہی ہے اور اِدھر باتیں کی جاتی ہیں کہ گجرات والے غنڈہ گردی کر رہے ہیں۔ وہاں پر ہماری پارٹی کے پندرہ آدمی تھے اور ان کے دو سو آدمی تھے تو کیا ہمارے پندرہ آدمیوں نے وہاں پر حاجی ناصر کو اغواء کرنا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: گھرال صاحب! آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! گجرات میں جو دنگا فساد یا غنڈہ گردی ہوئی ہے اس حوالے سے یہاں پر کل سے گجرات کا ذکر ہو رہا ہے۔ قانون کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی غنڈہ پولیس کے کام میں مداخلت کرے۔ یہ سارا ہاؤس سُن رہا ہے اور میں بھی سُن رہا ہوں کہ گجرات گالی بنا ہوا ہے تو ہمیں اس سلسلہ میں دیکھنا پڑے گا کہ آج سے 40/45 سال پہلے گجرات میں کس نے غنڈہ گردی شروع کی۔ گجرات ایک پُرامن اور پڑھا لکھا ضلع ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:.This is no way. This is no way ایک معزز ممبر بات کر رہے ہیں، جب آپ کی باری آئے گی تو پھر آپ بات کیجئے گا۔(قطع کلامیاں)
آپ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ایک معزز ممبر اپنی بات مکمل کر لے گا تو پھر میں دوسرے معزز ممبر کو floor دوں گا۔جی، چودھری صاحب!

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! آج گجرات کا 72 percent literacy rate ہے لیکن چند غنڈہ عناصر جنہوں نے آج سے 45/40 سال پہلے ایوب خان کی گود میں بیٹھ کر سیاست کا آغاز کیا انہوں نے گجرات میں بدمعاشی پھیلائی ہوئی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جب انہوں نے بات کی تو کسی نے اُنہیں interrupt کیا تھا؟ This is no way آپ تشریف رکھیں۔جی، چودھری صاحب!

چودھری عرفان الدین: جناب سپیکر! اس ہاؤس کے سابق لاء منسٹر چودھری فاروق کے قاتلوں کے بارے میں تفتیش آج تک مکمل نہیں کی گئی اسی طرح گجرات کے سابق ایم این اے منظور حسین شاہ صاحب کے قاتلوں کا کھرا کہاں جاتا ہے، اگر ان سارے معاملات کی تفتیش کر لی جاتی تو آج یہ واقعہ نہ ہوتا اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ گجرات میں غنڈہ فورس کس نے بنائی، وجاہت فورس کس نے بنائی۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گھرال صاحب! ایک منٹ کے لئے میری بات سنیں۔آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)
آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ جب آپ لوگ بولتے ہیں تو میں پورے ہاؤس کو کنٹرول کرتا ہوں کہ آپ کی بات کے درمیان کوئی معزز ممبر نہ بولے۔آپ اگر اس طرح کریں گے تو پھر Chair کے لئے problem ہو جائے گی۔آپ تشریف رکھیں۔جی، زعیم قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے باہر گجرات سے بہت سارے لوگ آئے ہوئے ہیں اور اس معزز ہاؤس تک اپنی بات پہنچانا چاہ رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو اُن لوگوں سے بات کر کے اُن سے پوچھے کہ انُ کے grievances کیا ہیں اور اُن کی بات کو اس معزز ایوان میں لے کر آئیں۔قوم ہماری طرف دیکھتی ہے اور لوگ اپنے اوپر ہونے والے ظلم و جبر سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم اُنہیں اس طرح واپس بھیج دیں تو

اس کا بڑا عجیب message جائے گا۔آپ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں اُس پر کمیٹی جو بھی فیصلہ کرے گی ہم اس کمیٹی کے فیصلے کو بعد میں اس معزز ایوان میں discuss کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس معزز ہاؤس میں جو چیز point out کی گئی ہے اُس پر چونکہ زعیم قادری صاحب نے بھی بات کی ہے، نوانی صاحب سینئر معزز ممبر ہیں، عمران ظفر صاحب ساتھ چلے جائیں کیونکہ یہ گجرات کا مسئلہ ہے، اعجاز خان صاحب، راؤ کاشف صاحب، رانا ارشد صاحب، اولکھ صاحب اور نوشیر لنگڑیال صاحب باہر جائیں اور گجرات سے آئے ہوئے لوگوں کا معاملہ سنیں اور واپس آ کر ہاؤس کو apprise کریں۔(قطع کلامیاں)

No point of order. میں نے اس معاملے پر بات کرنے کے لئے پہلے بھی اجازت دی تھی لہذا آپ تشریف رکھیں۔جی، عاصمہ ممدوٹ صاحبہ! آپ pre budget discussion پر اپنی بات کا آغاز کریں۔

ڈاکٹر عاصمہ ممدوٹ: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Speaker! Thank you. I may be permitted to speak in English. I represent the backward rural area of Southern Punjab which has been devastated by the recent floods thus pushing the people already living below the poverty line into a more difficult and tough circumstances. Since we are here to give suggestions for the coming budget, I feel there is need for a more careful choice of priorities, better implementation and more efficient delivery of services.

Mr Speaker! I would like to request the Finance Minister to keep special allocation of funds for the rehabilitation of flood structures in our district so that bunds could be constructed along the River Indus. This would require at least 3 to 4 billion rupees. The Hill Torrent Management is essential so that future flood disasters can be prevented in the areas like Taunsa where the structures and outlets need improvement and maintenance. A scheme of Rs.250 crores has been presented to the respective departments. If this scheme is implemented it would restore 2 million acres and also provide another 2 million acres for

cultivation. For the protection of Jampur and Dajal Towns for future flood disaster at least 2 billion rupees should be allocated and schemes for the provision of 1122 facilities may be considered for Jampur and Fazilpur Towns. Here I would request the Finance Minister to allocate special funds for the Rajanpur tribal area. It is bordering Balochistan and the people living here are deprived of the basic facilities like roads, schools etc. and they must be given their due rights for development. Primary education and health care needs special emphasis. The managerial sector needs improvement in both. The structures are present the input is there but the output is absent. The ghost schools and ghost BHUs without staff and facilities are the major problems resulting in high maternal and child mortality. Female MBBS graduates must work with Maternity and Childcare Centres so that the health facility particularly in remote areas could be improved. Coming to the empowerment of women although we have hired the Minister for Women Development, yet there has been no fund allocation and no pro-women targeted schemes were made in this direction in the ADP. Women empowerment is only possible by ensuring financial stability. My humble suggestion is that a Standing Committee should be constituted for women development which could look after the issues of the women and the children. It is the responsibility of the State to provide welfare funds for the destitute women who are living below the poverty lines, who have been abandoned by their husbands and are raising their children single handedly. I also request for blocked allocation of funds for micro-financing. Micro credit facilities should be made available for the women of rural areas. The Social Welfare Department and Women Development should coordinate with the banks to provide "Karze-Hasna" to women and they should also arrange for their training in Poultry, Agriculture and Crafts to ensure optimum utilization and easy

repayment of loans. The Cottage Industry should be encouraged to make the women financially independent. The Grameen Scheme which was implemented in Bangladesh has very successfully been improving the economy of the country. I suggest that the same scheme should be implemented all through Pakistan and as we have great potential for Cottage Industry the funds of the lady MPAs should be allocated for pro-women targeted schemes. Education is the key to empowerment. Female literacy rate remains very low in Pakistan at about 42 percent. The Constitution guarantees the education of children between 5 to 16 years and education should be provided to the girl-child at the doorstep. Vocational Training Centres should be opened wherever there are informal schools or literacy centres so that the mothers can learn skills for income generation while the children study. Child Care Centres should be provided for the women by the Government and all employees at work centres to facilitate women workers. Similarly, Crisis Centres should be put up at tehsil level throughout the Punjab with psychiatric assistance. Well targeted programmes for poverty alleviation should be provided by the state to improve livelihood for the poor people. Poverty mapping should be done throughout the country and targeted relief should be provided. The social security programmes should be provided to protect the vulnerable sector of the society and the social infrastructure may be improved. We need to strengthen the Irrigation and the Agriculture infrastructure. Inadequate investment and ineffective use of available resources exist. There is a dire need to improve agriculture and agri based industry as we are basically an agricultural country, our main objective and focus should be on Agriculture Sector. The Constitution of Pakistan exempts taxation on agriculture. Agriculture tax should not be put on farmers as it will further burden and incapacitate the already suffering community. They should instead be facilitated with subsidies

with regard to seed and fertilizer procurement. A budget expenditure on road, energy health, and education accounts for only 14 percent of the total spending in Pakistan as compared to global average of twice the amount.

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ذرا wind up کر لیں۔

DR ASMA MAMDOOT: The Kala Bagh Dam must be constructed and genuine positive efforts must be made in this direction to obtain a consensus between the provinces and a media campaign should be carried out to remove all wrong presumptions in this regard. The Pakistan tax collection is amongst the lowest in the world i.e. 10.2 percent targeted programme should be implemented to alleviate these problems. Human resource development again is an important issue especially with regard to Southern Punjab. Proper training programmes should be provided for Teachers, Nurses, Paramedics, Lady Doctors and LHVs. Nursing Schools should be made in D.G Khan and Rajanpur. It is requested that at least fifty percent quota should be kept for the local students of Southern Punjab in the D.G Khan Medical College. I would request the Finance Minister to evolve a transparent system for the delivery of funds to the Southern Punjab and to ensure that the projects and schemes are completed. Lastly, I would request the Finance Minister to allocate funds for the expansion and development project for the Bibi Pakdaman Shrine. It is a privilege and honour for us to have the Shrine of the daughters of the fourth Caliph of Islam in Lahore and the project cost should be sheered by the Punjab Government. Thank you. Pakistan Zindabad!

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، رائے صفدر عباس صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی ذوالفقار علی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ طارق باجوہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب!

معزز ممبران: چلیں، ہمیں ہی ٹائم دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بول چکے ہیں ان کو دوبارہ موقع نہیں ملے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں پہلے نہیں بولا بلکہ آج ہی آیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کا نام نہیں لے رہا۔ آپ فرمائیں!

میاں محمد رفیق: بے حد شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ساتھ بڑا امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خاص طور پر فنانس ڈیپارٹمنٹ نے شاید 2000 یا 2002 میں وہاں کے اکاؤنٹ آفس سے working لوگوں کے کچھ statistics لئے جبکہ وہ تمام پروگرام چھوڑ دیا جو SNE کی created posts کا تھا۔ اس وجہ سے یہ ضلع آج تک خسارے میں جا رہا ہے اور سارا بوجھ مقامی حکومت پر ڈال دیا ہے۔ اب کوئی ایسے ذرائع نہیں ہیں جہاں سے یہ خسارہ پورا کیا جا سکے۔ آپ حیران ہوں گے کہ وہاں کے دفتر بند پڑے ہیں، گاڑیاں بند پڑی ہیں، وہاں کے محکمے ڈیزل خرید سکتے ہیں اور نہ پٹرول خرید سکتے ہیں حتیٰ کہ DHQ ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایمبولینسیں بند کھڑی ہیں، بل بجلی ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور دیگر اخراجات کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔ اکاؤنٹ آفس ٹوبہ ٹیک سنگھ نے ادائیگی کے لئے جواب دے دیا ہے کہ پیسے ہی نہیں ہیں۔ معلوم یہ ہوا کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ایوارڈ کم دیا ہے۔ بے شمار دفعہ ڈی سی او صاحب آ چکے ہیں مگر فنانس ڈیپارٹمنٹ اُس ایوارڈ پر غور ہی نہیں کرتا۔ تین کروڑ روپے سے زیادہ یہ ضلع deficit میں جا رہا ہے اور وہاں پر ہر طرح کی ترقی رُکی پڑی ہے۔ وہاں کے سکول upgrade نہیں ہو رہے، تنخواہیں نہیں مل رہیں اور ٹھیکیداروں کو بلوں کی ادائیگی نہیں ہو رہی جو ہمارے ضلع کے ساتھ بہت بڑی discrimination and disparity ہے۔ دوسری disparity اور discrimination صوابدیدی فنڈز کی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہاں پر کچھ خوش نصیبوں کو خصوصی طور پر نوازا جا رہا ہے باقی ہم جیسے لوگ اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں۔ مجھے بھی تین سال میں پانچ سات directives جاری ہوئے تھے لیکن کسی ایک directive پر ایک پیسا بھی release نہیں کیا گیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کبھی فیصل آباد کی تحصیل ہوتی تھی، کبھی جھنگ کی تحصیل بھی تھی مگر اب بھی یہ ایک پسماندہ ضلع ہے۔ وہاں پر ایک دو سرمایہ دار ہیں، ایک دو لوگ بڑے زمیندار ہیں اور کچھ لوگ اپنی ملازمتوں کے سلسلے میں باہر چلے گئے ہیں وہ خوشحال ہوں گے لیکن باقی تمام کا تمام ضلع بدحال ہے کیونکہ وہاں پر چھوٹے کاشتکار ہیں جو نہری پانی کی کمی کی وجہ سے سوکھے پر مر رہے ہیں۔ میرے حلقہ پی پی۔90 میں تحصیل کمالیہ کا ایک حصہ درکھانہ قانونگوئی کا ہے وہ بھی جنوبی پنجاب کی طرح پسماندہ ہے۔ وہاں پر سڑکیں ہیں اور نہ ہی سکول ہیں۔ میں نے اُس جگہ کے لئے

بھی directives حاصل کئے تھے کہ literacy rate بڑھانے کے لئے نئے سکول کھولے جائیں اور ایک ویٹرنری ہسپتال بنایا جائے لیکن کسی پر بھی عمل نہیں ہوا۔ DHQ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی اور کچھ سکولوں کی upgradation منظور کرائی لیکن کسی کے لئے کوئی پیسا release نہیں ہوا۔ اُس علاقے کی بدنصیبی یہ ہے کہ دو بڑی نہریں حویلی لنک کینال اور دوسری تریمو سدھنائی لنک کینال وہاں سے گزرتی ہیں لیکن دونوں متذکرہ نہروں کی water logging کی وجہ سے وہاں پر لوگ گیلے میں مر رہے ہیں۔ اس سال دریائی سیلاب کی طرح سے نہروں کی water logging کی وجہ سے بیس پچیس دیہات میں چار چار، پانچ پانچ فُٹ پانی کھڑا رہا جو کافی دیر تک نکاس نہیں ہوتا تھا جس کی وجہ سے فصلوں کو نقصان پہنچا، گھر گر گئے، سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئیں، لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور اُن کے جانور بھی بیماریوں سے مر گئے لیکن محکمہ آبپاشی نے اُن کو کوئی relief نہیں دیا۔ اُن کو حکومت نے آبیانے میں relief دیا ہے اور نہ ہی کوئی اور relief دیا ہے۔ آپ ایک بات سن کر حیران ہوں گے کہ پندرہ بیس سال پہلے یہ water logging کو ختم کرنے کے لئے متذکرہ نہروں سے ایک ٹیوب ویل سکیم بنائی گئی تھی جو ایک ارب 73 کروڑ روپے سے بنی لیکن وہ محکمانہ بددیانتی کی وجہ سے تمام ٹیوب ویل چوری ہو گئے۔ محکمہ اس چیز میں ملوث ہے لہذا اس کی انکوائری ہونی چاہئے کیونکہ اتنا بڑا قومی نقصان کر کے علاقے کے لوگوں کو water logging سے مارا جا رہا ہے۔ اس کا ہیڈ آفس مظفر گڑھ میں ہے جو وہاں سے بہت دُور ہے اس لئے محکمے کو یہ بھی ہدایت کی جائے کہ مظفر گڑھ سے تبدیل کر کے ہیڈ آفس واپس شور کوٹ میں لایا جائے جہاں سے یہ سکیم قریب پڑتی ہے اور اس سکیم پر دوبارہ ٹیوب ویل نصب کئے جائیں تب یہ water logging ختم ہو سکتی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ آگے پانی پہنچانے کے لئے سندھ طاس معاہدے کے تحت اُن دونوں نہروں کا چلانا ضروری ہے مگر ان لوگوں کی قدر و قیمت پر نہیں جو گیلے میں مر رہے ہیں، اُن کو خودکشی پر مجبور کیا جا رہا ہے، لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور احتجاجاً لوگ تریمو ہیڈ پر جا کر دریا میں چھلانگیں لگا کر مرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان نہروں میں پانی کم کیا جائے یا لوگوں کو بچانے کے لئے water logging کو ختم کرنے کے لئے ٹیوب ویل سکیم دوبارہ شروع کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! Wind up کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں wind up ہی کر رہا ہوں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کو خسارے کے بجٹ سے نکالا جائے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو یہ ہدایت کی جائے کہ ان لوگوں نے غلط اعداد و شمار پر وہاں کا جو بجٹ تیار کیا ہے وہ غلط کیا ہے کیونکہ 30 کروڑ روپے سے زائد کا deficit بجٹ ہے۔ وہاں پر لوگوں کو تنخواہیں

نہیں ملتیں جس کا میں پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوں۔ مجھے اس پر زیادہ افسوس ہے اور میں احتجاج کرتا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے D.C.O کو letter لکھا کہ جتنی خالی اسامیاں پڑی ہیں سب کو abolish کر دو۔کیوں؟ بھئی! وہاں پر روزگار بھی چاہئے، وہاں پر سکول بھی upgrade کرنے ہیں، literacy rate بھی بڑھانا ہے تو محکمہ خزانہ سوتیلی ماں جیسا یہ امتیازی سلوک ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ساتھ کیوں کر رہا ہے؟ صوابدیدی فنڈز کے متعلق میں نے گزارش کی ہے کہ کتنے خوش حال اضلاع کے لوگ نوازے جا رہے ہیں اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا جا رہا تو اس کی یکساں تقسیم ہونی چاہئے۔ ترقیاتی فنڈ میں disparity اور discrimination ختم ہونی چاہئے کیونکہ جب یہ فنڈ مجھے نہیں ملا تو دوسرے خوش نصیبوں کو کیوں نوازا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ کا وقت پورا ہو گیا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بحث کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا relevant ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج pre budget discussion ہے اور مجھے اس House میں وزیر خزانہ نظر آ رہے ہیں نہ پارلیمانی سیکرٹری۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خزانہ صاحب کا ایک چھوٹا سا مسئلہ تھا تو وہ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کو بٹھا کر باقاعدہ Chair کی اجازت سے گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے ان کے جانے پر اعتراض نہیں ہے لیکن پارلیمانی سیکرٹری کو ہونا چاہئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھٹی صاحب چیئرمین قائمہ کمیٹی خزانہ ہیں اور وزیر موصوف انہیں بٹھا کر Chair کی اجازت سے گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن چیئرمین قائمہ کمیٹی کا بجٹ کے ساتھ کوئی concern نہیں ہے کیونکہ وہ تو چیئرمین قائمہ کمیٹی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! آپ کی بات note ہو گئی ہے اور آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! قائمہ کمیٹی کا budget documents کے ساتھ کوئی concern نہیں ہے۔ اگر بجٹ کے بارے میں کوئی legislation یا کوئی matter آپ کے پاس آتا ہے جسے آپ قائمہ کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں تو تب ان کی کوئی relevancy بنتی ہے وگرنہ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ ہماری طرح کے ممبر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! اس وقت انہوں نے points note کرنے ہیں اور یہ جو کچھ note کر رہے ہیں وزیر خزانہ صاحب wind up کریں گے تو انہیں دے دیں گے جو سب ممبران کے points دیکھ کر بات کر لیں گے اور وہ Chair کی اجازت سے گئے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نوانی صاحب کی بات کو support کرتا ہوں کہ یہ صوبائی اسمبلی ہے کوئی debating club نہیں ہے کہ یہاں پر یہ ہو کہ فلاں نے اچھی تقریر کی اور فلاں نے یہ کی۔ ان کی بات بالکل relevant ہے کہ جب pre budget بات ہو رہی ہے تو یہاں پر کوئی بھی وزیر نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے سامنے وزیر مال حاجی اسحاق صاحب بیٹھے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! یہ وزیر مال ہیں اور ان کا بجٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ نے in time اسمبلی اجلاس شروع کر کے ایک اچھی اور مثبت روایت قائم کی ہے اور آج بھی صبح 9:10 پر اجلاس شروع ہوا۔ اگر آپ ممبران پر یہ order لاگو کر سکتے ہیں تو You are the Custodian of the House یہ ان وزراء پر بھی کریں۔ Atleast the concerned Minister should be present over here and he must take notice of everything کہ یہاں پر جیسے ارشاد سیال صاحب نے باتیں کی ہیں تو who noted that.

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا point بھی نوانی صاحب والا ہی ہے اور میرا جواب بھی وہی ہے کہ وزیر صاحب صبح سے موجود تھے اور وہ ابھی اجازت لے کر گئے ہیں اور in the meanwhile وہ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کو depute کر گئے ہیں۔ وہ واپس آ رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اسی لئے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دے رہا تھا۔آپ نے ابھی تو اپنی تقریر مکمل کی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں صرف آدھے منٹ میں بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا ٹھیک ہے آپ کو آخر میں وقت دیا جائے گا۔اب آپ تشریف رکھیں۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر! ویسے تو عوام کے کافی معاملات ایسے ہیں جن پر حکومت کی توجہ اور تعاون کی ضرورت ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے اپنے حلقے کے دو اہم اور سب سے ضروری issues عرض کروں گا۔ ہمارے حلقے جو رائے اسلم خان، رائے شاہجہان اور میرا حلقہ ہے تینوں کو ملا کر پچھلے سال اس ایوان میں وزیر خزانہ صاحب نے اعلان کیا تھا کہ وہاں پر ایک ڈگری کالج قائم کریں گے لیکن دو سال ہو گئے ہیں جبکہ دوسرے بجٹ پر بھی request کی گئی لیکن فنڈز منظور نہ ہو سکے تو اس سلسلے میں ہمیں آپ کے تعاون کی بڑی ضرورت ہے اور آپ اس حوالے سے ہمارے ساتھ معاونت کریں۔

جناب سپیکر! فیصل آباد کو دو roads ایک شیخوپورہ اور دوسری شرقپور سے جاتی ہیں تو حکومت کی مہربانی اور کوشش سے شرقپور منڈی فیض آباد تک dual سڑک منظور ہوئی ہے جو کہ علاقے کا دیرینہ مطالبہ بھی تھا جبکہ فیصل آباد سے لے کر مانگٹانوالہ تک سڑک پچھلے دور میں بن چکی ہے۔ اس سلسلے میں بڑے ادب سے گزارش ہے کہ تقریباً سات کلو میٹر کا درمیانی سڑک کا فاصلہ رہ گیا ہے جو کہ نئی منظوری میں نہیں آیا۔یہ سڑک علاقے کے لوگوں کا بڑا بنیادی مسئلہ ہے اور جب یہ سات کلو میٹر کا درمیانی راستہ بھی اسی طرح سے dual ہو جائے گا تو یہ سڑک پوری طرح سے اس وقت رواں ہو گی اور proper طریقے سے عوام کو فائدہ دے سکے گی۔اس سات کلو میٹر کے درمیانی راستے سے فیصل آباد اور جڑانوالہ سے آنے والے ہمارے معزز ممبران اسمبلی بھی اجلاس کے دوران یا کسی بھی ضروری کام کے سلسلے میں لاہور آتے ہیں جبکہ عوام کا بھی اس سڑک سے گزرنے کا اتنا ہی حق ہے جیسا کہ ارکان اسمبلی کا ہے تو میری آپ کی وساطت سے استدعا ہے کہ اس سڑک کو جلد از جلد تعمیر کروایا جائے۔اسی road کے issue میں ایک بڑی اہم road مانگٹانوالہ سے شیخوپورہ کو interlink کرتی ہے جسے ایک تاریخی حیثیت بھی حاصل ہے کیونکہ جب مغل بادشاہ جہانگیر ملتان سے ادھر آتے تھے تو وہ بذریعہ اسی سڑک مانگٹانوالہ سے سیدھا شیخوپورہ جاتے تھے کیونکہ انتہائی short link تقریباً 40 کلو میٹر کی یہ سڑک

مانگٹانوالہ سے شیخوپورہ کو ملاتی ہے جبکہ درمیانی دیہات کے لوگ بھی کم mileage میں سفر طے کر سکتے ہیں۔اس کی نسبت اگر مانگٹانوالہ سے بذریعہ شرقپور یا ننکانہ صاحب جائیں تو فاصلہ دگنا ہو جاتا ہے یعنی 40 کی بجائے 80 کلو میٹر دونوں اطراف سے فاصلہ ہو جاتا ہے جس سے تیل کا خرچ اور وقت بھی بڑھ جاتا ہے۔ اگر اس سڑک کے چھ سات کلو میٹر کے حصے پر تھوڑی سی توجہ دیتے ہوئے اسے مرمت کروا دیا جائے جس پر میں سمجھتا ہوں کہ اتنے زیادہ فنڈز بھی خرچ نہیں ہوں گے تو حکومت اس طرف توجہ دے کیونکہ یہ عوام کا ایک بنیادی مسئلہ ہے جس سے ان کے وقت اور اخراجات میں بھی بچت ہو گی۔

الحمدللہ ہماری حکومت کو تین سال گزر گئے ہیں لیکن ہمارا تھانہ کلچر ابھی تک ویسے ہی چل رہا ہے جیسے سابقہ دور میں تھا۔ جرائم کی شرح بہت زیادہ ہے جو کہ ہمارے لئے بدنامی اور بُری شہرت کا باعث ہے جس پر حکومت کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اس حوالے سے کم از کم چوری کی وارداتوں پر قابو پانا ہو گا کیونکہ بڑے شہروں میں کار اور موٹر سائیکل چوری ہو جاتے ہیں اور جب پتا چلتا ہے تو وہ چار گھنٹوں ہی میں شہر سے باہر اپنی "منزل مقصود" پر پہنچ جاتے ہیں اور پھر گاڑی تو کیا اس کا ایک پرزہ بھی اس کے مالک کو ملنے کی توقع نہیں رہتی۔اس مسئلے پر حکومت کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ عوام بے چاری کی صورتحال یہ ہے کہ وہ اکثر چھوٹی موٹی واردات میں کارروائی کرانے کی طرف جاتی ہی نہیں ہے۔ اگر لوگ جاتے بھی ہیں تو ان کو وہاں پر روایتی انداز میں کافی حد تک discourage کیا جاتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو سفارش وغیرہ کروا کر بڑی مشکل سے اپنی کارروائی کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اس پر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے کوئی بہت بڑا معرکہ مار لیا ہے۔ چوری کی برآمدگی ملنا تو ایک علیحدہ مرحلہ ہے۔ میری بڑی ادب سے گزارش ہے کہ اس پر ہماری حکومت کو بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے اگر ہم عوام کو اس سہولت سے مستفید فرمائیں گے تو یہ ہمارے لئے بہت عزت کا باعث ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! Wind up کر لیں۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک عرض کروں گا کہ ہماری گورنمنٹ کی طرف سے سکول ضم کرنے کی ایک پالیسی آئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا شاید کچھ فائدہ ہو رہا ہو، کوئی اضافی بجٹ بچ جائے لیکن میں دیانتداری سے عرض کرتا ہوں کہ اس فیصلے سے ہمیں فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہو رہا ہے کیونکہ وہ پرائمری سکول دیہاتوں میں پہلے سے بنے ہوئے ہیں اور وہ بلڈنگ پچاس پچاس لاکھ روپے لگا کر بنی ہے۔اس محکمے کی land بھی ہے جس کو بغیر کسی توجہ اور خیال کے چھوڑ دیا گیا۔ اکثر یہ بھی ہوا ہے کہ جو

سکول ضم ہونے کی لسٹ میں آئے ہیں اوران کا ابھی فیصلہ نہیں ہوالوگ ان کی دیواریں اور گیٹ تک اتار کر لے گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جہاں پر بلڈنگ موجود ہے اس سکول کو بالکل ضم نہ کیا جائے۔ ایسی جگہوں پر اساتذہ پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ ایسی جگہوں پر کوئی خواتین ٹیچر آتی ہیں نہ مرد ٹیچر جلدی سے آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔چودھری عرفان الدین۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ، سیکرٹری فنانس اور سیکرٹری P&D کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ pre budget debate کا گزشتہ دو سالوں سے جو سلسلہ شروع ہوا ہے جو اس سے پہلے نہیں تھا یہ بہت اچھا قدم ہے اور اس کے بہت اچھے نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ خادم پنجاب کا وہ vision جس کو سامنے رکھ کر صوبہ پنجاب کے لئے بجٹ بنایا جاتا ہے اس میں سب سے پہلے تعلیم ہے اور تعلیم پر جو focus کیا جارہا ہے یہ بہت خوش آئند بات ہے۔ تعلیمی میدان میں دانش سکول کامیابی کی طرف بہت بڑا قدم ہے۔ میں اس موقع پر جنوبی پنجاب اور مغربی پنجاب پوٹھوہاری علاقے کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اب تک دانش سکول جنوبی پنجاب اور سرائیکی بیلٹ میں بنائے جا رہے ہیں۔ میں اس پر جنوبی پنجاب اور سرائیکی بیلٹ کے لوگوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنی طرف سے اور حکومت کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرے وہ دوست اور ناقدین جو اس منصوبہ پر اعتراض کرتے ہیں ان لوگوں کو اپنی جاگیردارانہ کشتیاں ڈوبتی ہوئی نظر آ رہی ہیں کیونکہ اس میں داخلے کے لئے جو اہلیت مقرر کی گئی ہے وہ غریب، یتیم، مساکین، بے سہاروں کے بچے اور چھ ہزار روپے آمدنی والے لوگوں کے بچے ہیں۔اس میں کسی امراء اور اشرافیہ کے بچے داخل نہیں ہو رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر ضلع اور تحصیل کی سطح پر دانش سکول نہیں تو کم از کم School of Excellence بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں صحت کے حوالے سے چند تجاویز دوں گا۔BHUs اور RHCs پر خصوصی توجہ دی جائے۔ جن جگہوں پر ادویات نہیں پہنچ رہی ہیں اس بجٹ میں ان پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔ میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ لائیو سٹاک پر بھی خصوصی طور پر توجہ دینی چاہئے کیونکہ زراعت کے بعد اگر کوئی ڈیپارٹمنٹ مالی لحاظ سے فائدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ لائیو سٹاک ہے۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ محکمہ زراعت جو پنجاب میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، جس طرح

پچھلے دو سالوں میں کسانوں کے لئے قرضے اور سبسڈی دیتے ہوئے ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی تھی یہ بہت اچھی سکیم ہے۔ میری گزارش ہوگی کہ گرین ٹریکٹر سکیم اور ٹیوب ویل پر غریب اور چھوٹے کسانوں کے لئے جو سبسڈی دی جاتی ہے اس بجٹ میں بھی اس کے لئے لازمی رقم allocate کی جائے۔ میں یہ بات دعوے سے عرض کروں گا کہ چونکہ یہ ملک ایک زرعی ملک ہے، جب بھی کبھی اس ملک پر، اس صوبے کی عوام پر مالی لحاظ سے بُرا وقت آئے گا تو اللہ پاک کے فضل وکرم سے زراعت اور کسان ہی اس ملک کو بچائے گا کیونکہ اس دنیا میں جہاں جہاں پر زرعی ملک موجود ہیں ان کے دیوالیہ ہونے کا بالکل کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ کسان کو facilitate کریں پھر دیکھیں کہ یہ سبز ہریالی اور سبز انقلاب کیسے برپا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کے حوالے سے چند تجاویز اس بجٹ میں دینا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ شرقپور میں ایک کمرشل کالج ہے جو گزشتہ کئی سالوں سے تقریباً ایک کنال کی بلڈنگ میں مہنگے کرائے کے عوض چل رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جہاں پر محکمہ اوقاف کا رقبہ موجود ہے وہاں پر اس کالج کو upgrade کرتے ہوئے اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں اور اس کی بلڈنگ تعمیر کرائی جائے۔ اب تک وہاں پر ڈی کام کی کلاسیں ہیں، اس کو upgrade کرتے ہوئے بی کام کی کلاسوں کا بھی اجراء کیا جائے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ شرقپور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے جہاں پر سپیشل ایجوکیشن کا سنٹر گزشتہ چھ سات سال سے کرائے کی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت وقت سے گزارش کروں گا کہ چھوٹا اڈا لاریاں میں ایک پرانی ڈسپنسری 9 کنال پر مشتمل ہے اگر وہاں سے دو کنال جگہ لے کر سپیشل ایجوکیشن کا سنٹر بنا دیا جائے تو یہ میرے حلقے کے لئے بہت بڑا تحفہ ہوگا۔ جیسا کہ پچھلے سال بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ صاحب نے میری گزارش اور عوامی مطالبے پر تحصیل کمپلیکس شرقپور بنانے کا اعلان کیا تھا۔ میں گزارش کروں گا کہ سیلاب کی وجہ سے اگر اس سال ممکن نہیں ہو سکا تو تحصیل کمپلیکس کے لئے جگہ مختص کی جا چکی ہے، میں ادب سے گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں اس کی تعمیر کے لئے لازمی فنڈز مختص کئے جائیں۔ اس سے حکومت پنجاب کو لاکھوں روپے کا فائدہ ہوگا کیونکہ جو دفاتر مختلف جگہوں پر پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا کرایہ ادا کیا جا رہا ہے وہ کرایہ بچ جائے گا۔ میرے علاقہ میں وڈالا دیال شاہ جو کہ شاہدرہ اور لاہور سے ملحقہ علاقہ ہے وہاں پر پینے کے صاف پانی کی سپلائی کے لئے سکیم منظور فرمائی جائے اور اس بجٹ میں فنڈز مختص کئے جائیں۔ ملت ٹریکٹر شیخوپورہ روڈ کی بالکل backside پر چالیس کنال سے زائد اوقاف ڈیپارٹمنٹ کا

رقبہ موجود ہے جو پہلے فیڈرل گورنمنٹ کے پاس تھا اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد اب وہ پنجاب حکومت کے پاس آ چکا ہے۔ میری گزارش ہے کہ شاہدرہ اور میرے حلقہ کے لوگوں کے لئے وہاں پر پبلک پارک بنا دیا جائے۔ اگر وہاں پر پبلک پارک نہیں بنائیں گے تو جو آج کل وہاں پر حالات نظر آ رہے ہیں کہ ہر روز لوگ encroachment کر کے قبضے کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے وہ قیمتی زمین عوامی مفاد کے لئے وقف نہ کی اور پبلک پارک نہ بنایا تو شدید خدشہ ہے کہ اس زمین پر ناجائز قابضین قبضہ کر لیں گے۔ اسی طرح میں گزارش کروں گا کہ ڈبل روڈ شرقپور کی تعمیر شروع ہے اس میں ایک بڑی روڈ کا cross آتا ہے اس میں شرقپور کا جو بڑا اڈا ہے اس کی توسیع کے لئے special package اس بجٹ میں رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ میری تجاویز، میرے حلقہ کے عوام کی ڈیمانڈز پر لازمی غور کیا جائے اور ان کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ میرے حلقہ کے عوام کا پرزور مطالبہ پورا کیا جا سکے۔ میں آخر میں اس ہاؤس کو بہتر انداز میں pre budget اجلاس چلانے پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس وقت ہمارے جو دوست notes لے رہے ہیں ہم جناب سلیم بھٹی صاحب ،جناب سیکرٹری خزانہ صاحب، چیئرمین پی اینڈ ڈی، پارلیمانی سیکرٹری، وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کا خصوصاً شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے ہمیں یہ موقع دیا کہ ہم اسمبلی کے floor پر اپنے علاقے کے مسائل اور اپنے حلقہ کے عوام کی مشکلات کا تذکرہ کر سکیں اور ان کے لئے ڈیمانڈز کر سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ہاؤس کا وقت دس منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ اب چونکہ صرف دو تین ممبران رہ گئے ہیں تو میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ مختصر بات کریں۔ جی، چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو appreciate کرتا ہوں کہ یہ جو روایت شروع کی گئی کہ pre budget session بُلا کر بجٹ پر بحث ہوتی ہے تو اس پر میں اپنی حکومت اور اپنے قائد کو بھی appreciate کرنا چاہوں گا۔ اب میں بات وزارت خزانہ سے شروع کرتا ہوں کہ وزارت خزانہ نے آج تک جتنے بجٹ بھی ہماری اسمبلی میں پیش کئے ہیں وہاں پر کبھی انہوں نے cut نہیں لگایا، اپنے بیوروکریسی کے اخراجات پر یا ان گاڑیوں پر جو آج سے چند سال پہلے ان آفیسروں کو available نہیں تھیں جو آفیسرز اپنے ٹی اے / ڈی اے کے ساتھ ناجائز استعمال کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ آج کل جو پاکستان کی معاشی صورتحال چل رہی ہے اس کے لئے بیوروکریسی میں 30 فیصد reduction کی جائے اور پنجاب حکومت کے غیر ترقیاتی بجٹ میں بھی reduction کی جائے۔ خصوصاً اس حوالے سے کہ گریڈ 19 تک کے سرکاری آفیسران سے سرکاری گاڑیاں واپس لی جائیں تو اس طرح ان کے عملے کی تنخواہ بھی بچے گی، TA/DA اور پٹرول بھی بچے گا۔ سوائے فیلڈ آفیسروں کے کسی دوسرے گریڈ 19 کے آفیسر کو سرکاری طور پر گاڑی دینا صوبہ پر سراسر ظلم ہے۔ P&D کا role صرف ایک ڈاکخانہ کا بن چکا ہے اس role کو ختم کیا جائے بلکہ P&D کو پابند کیا جائے کہ صوبے کے لئے planning کرے جس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوں اور جس سے اس کی بہتر management ہوسکے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر ضلع کی سطح پر اس کی master planning ہو ،اس کی ضروریات اور وہاں پر موجود وسائل کے مطابق planning کی جائے نہ کہ یہ جب ہم صوبے کا بجٹ پیش کرتے ہیں تو ہمارے ممبران کے کہنے پر یا علاقے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایک سکیم لے لیں اور باقی تمام معاملات نظرانداز ہوجاتے ہیں۔ ہر ضلع کی سطح پر اس کے وسائل اور مسائل کے مطابق منصوبہ بندی ہونی چاہئے جو کہ P&D کا فرض ہے اور اس حساب سے صوبے کی planning ہو۔ ہم صوبے کو کہاں لے جانا چاہتے ہیں اور ہماری منزل کیا ہے، اس میں ہماری افرادی قوت ، ہماری انڈسٹری، ہماری ایگریکلچر اور دیگر باقی تمام عوامل ہیں تو میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ P&D والے planning کرتے ہوئے یا کسی منصوبے کی منظوری دیتے ہوئے جب ایک چیز کو ہم منظور کر لیتے ہیں تو اس کے ساتھ ہی اس کو جاری رکھنے کے لئے ان تمام عوامل کو بھی اسی وقت منظور فرمالینا چاہئے تاکہ بعد میں buildings بن کر کروڑوں اور اربوں روپے کے نقصانات نہ ہوں بلکہ اس کے ساتھ اس کا سٹاف بھی چلا جائے اور وہ جاکر اس کو چلائے، عوام اس سے مستفید ہوسکیں اور یہ قومی خزانے کو پہنچنے والے نقصان سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر مختصراً ایگریکلچر کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں ایگریکلچر کو بھی انڈسٹری کا درجہ دینا چاہئے۔ جیسا کہ ایک عام دکان دار اگر کسی بنک کے پاس جاتا ہے تو جتنا چاہے وہ قرض لے لیتا ہے یا turnover دکھا کرلے لیتا ہے جبکہ آج ایگریکلچر لینڈ کی قیمتیں کہاں پر پہنچ گئی ہیں لیکن زمیندار کو آج بھی بنک سے قرض صرف دس ہزار روپے فی ایکڑ inputs کے حساب سے ملتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر ظلم ہے اور اسی وجہ سے ہمارے زمیندار کے ساتھ مڈل مین استحصال

کرتا ہے لہذا مڈل مین کے role کو ختم کرنے کے لئے اس کی proper loaning کی جائے۔اس کو کاپی بنا کر دے دی جائے جب زمیندار بنک سے آسانی کے ساتھ قرض لے سکے گا تو وہ مڈل مین کے استحصال سے بچ سکے گا اور اس میں جدید ٹیکنالوجی بھی آ جائے گی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں ایجوکیشن کے بارے میں عرض کرتا چلوں کہ ایجوکیشن میں ہمارے وزیراعلیٰ صاحب نے جو میڈیکل کالجوں کی بنیاد رکھی ہے یہ آنے والی نسلوں کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت بڑی قومی خدمت ہے۔اسی طرح سے ہماری انجینئرنگ یونیورسٹیاں اور میڈیکل کالج ہر ضلع کی سطح پر ہونے چاہیئں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لئے ابھی سے منصوبہ بندی کرتے ہوئے آئندہ آنے والے دور میں بھی یہ پرائیویٹ اداروں کے ساتھ private partnership کے طور پر بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ ہماری جو business organizations یا associations ہیں وہ ان institutions کو بنانے میں invest کر سکتی ہیں، نہ صرف یہ کہ ہماری پنجاب گورنمنٹ کا اس میں کوئی خرچ ہو لیکن ہمیں اس چیز کو focus کرتے ہوئے اس طرف چلنا چاہئے تاکہ ہمارے institutions زیادہ سے زیادہ ہوں اور ہماری manpower ہمارے لئے ایک asset بن جائے۔ تمام ہائی سکولوں کو Higher Secondary Schools کا درجہ دے کر وہاں پر Technical Diplomas روایتی ہوں یا جدید ٹیکنالوجی کے حامل ہوں وہ شروع کئے جائیں تاکہ کوئی بچہ یا بچی جب سکول سے فارغ التحصیل ہوں تو ان کے پاس ہنر ہو نہ کہ وہ ایک عام مفید شہری ثابت ہونے کی بجائے وہ ہمارے معاشرے پر بوجھ بن جائیں کیونکہ وہ کسی اور کام کرنے کے قابل بھی نہیں رہتے۔

جناب سپیکر!اسی طرح میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے بارے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان کے پاس ٹیکنیکل سٹاف اور انجینئرز ہیں۔ یہ تمام شہروں کا topographic survey کر کے ان کی mapping کریں اور ان کا plinth level نکال لیں جبکہ ہمارے bylaws میں موجود ہے کہ ہم plinth level سے اوپر جا سکتے ہیں اور نہ ہی نیچے آ سکتے ہیں جس کی ایک زندہ مثال ہمارے Cantonment areas or DHAs ہیں۔ وہاں پر اس سے کوئی اوپر اور نہ نیچے آ سکتا ہے جس کی وجہ سے کروڑوں اور اربوں روپوں کی بچت ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں wind up کرتے ہوئے صرف اتنا عرض کروں گا کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں پیرا میڈیکل سٹاف کے لئے ہر جگہ پر سکولز ہیں لیکن ہمارے پاکپتن میں نہیں ہے۔ میں ایک پیرا میڈیکل سکول کے لئے بھی گزارش کرنا چاہوں گا اور اس کے ساتھ نرسنگ سکول کی سیٹوں کو

بڑھانے کے لئے بھی کہوں گا کیونکہ وہاں پر پندرہ سے بیس بچیاں ہر سال داخلہ لیتی ہیں۔ اگر وہ 100 سیٹیں ہو جائیں گی تو ہماری نرسنگ کی ڈیمانڈ پوری دنیا میں بہت زیادہ ہے۔ ہم یہ manpower trained کر کے دوسرے ملکوں میں بھی بھجوا سکتے ہیں۔ میرے علاقے میں کلیانہ بوائز ڈگری کالج منظور ہو چکا ہے اس کے لئے فنڈز release کرنے کے لئے بھی درخواست کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ تقاریر ہو جائیں تو پھر میں آپ سے کمیٹی کے بارے میں پوچھوں گا۔ آپ اسی بارے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب سپیکر! پھر سارے معزز ممبران چلے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ اور میں تو رہیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اعجاز احمد خان صاحب آپ کا نام گزر گیا تھا تو آپ نے بجٹ پر تقریر کرنی ہے؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز احمد خان صاحب! میں نے ٹائم بڑھایا ہوا ہے۔ ذرا مختصر رکھئے گا۔

جناب اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کچھ اہم points اور تجاویز میں نے آپ کی وساطت سے حکومت کو دینی ہیں۔ یہ بجٹ تجاویز کو collect کرنے کا انتہائی مستحسن فیصلہ ہے کہ تجاویز کو collect کرنے اور ان کو بجٹ کی formation کے لئے شامل کیا جا سکے۔ میں یہاں پر پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی coalition گورنمنٹ جو صوبہ پنجاب میں ہے اور جس کو unification کی support بھی حاصل ہے اس کی تین سالہ ترجیحات کا مختصر اً جائزہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔ میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ ہیلتھ سیکٹر میں پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں فری ادویات کا اجراء کیا گیا اور غریب کی عملی طور پر مدد کے لئے حکومت کے وسائل ان کی دہلیز پر پہنچائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن سیکٹر کے اندر اس حکومت کی ترجیحات کو پورا ملک بلکہ اقوام عالم سلام کر رہے ہیں کہ یہاں پر Endowments Funds کے حوالے سے جو بنیادی فیصلے کئے گئے۔ ان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے neglected areas اور جنوبی پنجاب کے اضلاع کے اندر ترجیحی بنیاد پر دانش سکولوں کا آغاز کیا گیا ہے۔ میرٹ پر ایجوکیٹرز بھرتی کئے گئے جو کہ ایک انقلاب ہے۔ ان لوگوں پر جو آج

تنقید برائے تنقید اور تقریر برائے تقریر کرتے ہیں اس حوالے سے میں واضح کروں گا کہ کبھی کسی سابقہ حکومت کو یہ بنیادی فیصلے کرنے کی سعادت حاصل نہیں ہوئی کہ اپنے ممبران کو نوازنے کی بجائے میرٹ پر بھرتیاں کی جائیں۔ آج یہاں حکومت پنجاب کو یہ فخر حاصل ہے کہ 34 ہزار ایجوکیٹروں کی بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کی کوالٹی کو بہتر کرنے کے لئے وہاں پر کانسٹیبلوں کی بھرتی بھی میرٹ پر کی گئی ہے۔ اس میں کسی معاملہ پر political interference کو خاطر میں نہ رکھا گیا ہے اس کے لئے یہ ایوان مبارکباد کا مستحق ہے اور اس کے لئے یہ ایوان مبارکباد کا مستحق ہے جس نے اس بنیادی پالیسی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اپنی سپورٹ شامل کی، سابقہ Parliamentarians سے ہٹ کر ملکی ترقی اور میرٹ کے فروغ کے لئے عملی کردار ادا کیا۔ تین سالوں میں ججوں کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ اور پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ہم ملک میں انصاف چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: ہم پولیس کے ادارے کو فعال کرنا چاہتے ہیں۔ وسائل کا ایماندارانہ استعمال اور کرپشن کا خاتمہ اس حکومت کا ہمیشہ سے motto رہا ہے۔ اس ضمن میں، میں یہ عرض کروں گا کہ اگر کوئی مشکل وقت آیا ہے، جس طرح سیلاب میں چیف منسٹر اور ان کی ٹیم نے rescue and relief کے لئے شب و روز ایک کئے ہیں اس کے لئے حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ زرعی تعلیم حاصل کرنے والے پوسٹ گریجویٹ لوگوں کو جس انداز میں زمین الاٹ کر کے قومی ادارے میں شامل کیا گیا اس کی بھی جتنی appreciation کی جائے کم ہے۔

جناب سپیکر! میں تین چار تجاویز پیش کر کے اجازت چاہوں گا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بجٹ کے income and expenditures کے جو اہداف دیئے جاتے ہیں ان کے targets کبھی پورے نہیں ہوئے۔ Expenditures بڑھ جاتے ہیں، income کم ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ Tax collection میں اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ Tax collection کرنے والی مشینری کرپٹ ہے وہ اپنے چھوٹے سے لالچ کے لئے اسٹیٹ کو بہت بڑا نقصان پہنچا رہی ہے۔ ہمیں accountability کو مضبوط کرنا ہے اور tax net کو وسیع کرنا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا، پچھلی تین تقاریر میں بھی میں اس پر focus کر چکا ہوں کہ صوبے میں street crimes اس لئے بڑھ رہے ہیں کہ آپ کی پولیس diverted ہے۔ Anti Terrorism Activities میں ان کو respond کرنا پڑتا ہے جس

کے نتیجے میں علاقوں میں محدود پولیس کی وجہ سے crimes کنٹرول کرنے میں ناکامی ہو رہی ہے تو Anti Terrorism Force کو فوری طور پر اسی طرح قائم کیا جائے جس طرح Anti Terrorism Court کو کیا گیا ہے۔ Ordinary courts تو پہلے بھی موجود تھیں لیکن اس کی اہمیت کو جانتے ہوئے Special Courts کا اجراء کیا گیا، ایسی فورس بنائی جائے اور لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے عمومی پولیس کو علاقوں کے اندر ڈیوٹی سرانجام دینی چاہئے۔

اس کے علاوہ میں نے یہاں پر last two speeches میں گزارش کی تھی کہ محکمہ جنگلات کو بورڈ آف ریوینو کی طرف سے شجر کاری کے لئے وسیع و عریض علاقہ ملا ہوا ہے لیکن وہ abandoned پڑا ہے اس پر شجر کاری ہو رہی ہے نہ زراعت ہو رہی ہے۔ ابھی تک دو سالوں میں پوری طاقت کے ساتھ اور اصرار کرنے کے باوجود ہم اس سونے جیسی زمین کو کارآمد نہیں بنا رہے اور زراعت کے لئے استعمال نہیں کر رہے۔ مہربانی کریں، اس بجٹ کے اندر اس پر concrete فیصلہ ہونا چاہئے۔ ہم نے پنجاب میں پچاس چھوٹے ڈیموں کا ہدف رکھا مگر انہیں پچھلے سال بھی نہیں بنا سکے۔ اس دفعہ میری گزارش یہ ہے کہ اگر چھوٹے ڈیم اس بجٹ کے اندر جو reflect ہوتے ہیں مہربانی کر کے اس پر عملی اقدامات ہونے چاہئیں اور ان کو بننا چاہئے۔ Danish School is a wonderful project لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ missing facilities کو پورا کیا جائے اور 65000 سکولوں کے لئے پانچ سالہ road map بنایا جائے۔ ایک سال میں billions of rupees نہ تو ہمارا quantum of budget اتنا ہے کہ ہم خرچ کر سکتے ہیں۔ لہذا پانچ سالوں کا road map بننا چاہئے۔ یہ حکومت جس طرح فلاحی منصوبوں کو آگے بڑھا رہی ہے تو میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ جو ہنرمند پڑھے لکھے نوجوان آج بے روزگار ہیں ان کے لئے سال انڈسٹری کے ذریعے قرضوں کا اجراء شروع کیا جائے اور اس میں subsidy دی جائے۔ اس حوالے سے کہ اگر اس پر 15 فیصد interest ہے تو اس میں 7.5 فیصد حکومت شامل کرے اور باقی وہ خود bear کریں۔ اس طرح ہم اس پڑھی لکھی نئی نسل جو خدانخواستہ کسی بھی negative side پر جا سکتی ہے اس کو روشن مستقبل دے سکتے ہیں اور اس طرح ایک عملی خدمت آگے بڑھ سکتی ہے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، طارق باجوہ صاحب!

جناب طارق محمود باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فنانس منسٹر سے کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تعلیم کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ سکولوں کو upgrade

کرنے کی بجائے جو سکول upgrade کئے جا چکے ہیں ان کی SNE تیار کی جائے اور ان کو چلانے کا بندوبست کیا جائے۔ میرے حلقے میں دس سکول ایسے ہیں جن کی buildings بن چکی ہیں جو دو سال سے مکمل پڑی ہیں مگر ان کی SNE نہ ہونے کی وجہ سے وہ تباہ ہو رہی ہیں اور لوگ وہاں سے کھڑکیاں دروازے اکھاڑ کر لے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میرا ایک سکول چویں کلاں تحصیل صفدر آباد میں ہے جو تقریباً تین سال سے upgrade ہو چکا ہے مگر اس کی SNE نہ ہونے کی وجہ سے بلڈنگ تباہ ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ہنجلی، گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ہنجلی، گورنمنٹ ہائی سکول اسلام نگر اور ڈیرہ جات میں ایک پرائمری سکول ڈیرہ ڈیر تھاں چھاپاں والی میں ہے، تقریباً دس سکول ہیں جو upgrade تو ہو گئے ہیں بلڈنگ بھی مکمل ہو گئی ہے لیکن SNE نہ ہونے کی وجہ سے نامکمل ہیں اور چالو نہیں ہو سکے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان سب سکولوں کی SNE بنا کر ان میں اساتذہ دیئے جائیں اور ان کو چلانے کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں پبلک ہیلتھ کے حوالے سے چند گزارشات پیش کروں گا۔ واٹر سپلائی کی سکیمیں جو دیہاتوں کو دی جاتی ہیں، میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ میرے حلقہ کے تقریباً پانچ گاؤں ایسے ہیں جہاں واٹر سپلائی سکیمیں بند پڑی ہیں چونکہ community ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتی اس لئے ہم ان کو گاؤں میں چلا نہیں سکتے اس کے ٹرانسفارمر چوری ہو گئے ہیں اور وہ سکیمیں بند پڑی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب فنڈز دیئے جائیں تو یہ قدغن نہ لگائی جائے کہ اتنے فنڈز واٹر سپلائی کو دیئے جائیں اور اتنے سولنگ، نالی کو دیئے جائیں۔ پچھلی دفعہ تو سولنگ، نالی کے لئے بالکل ہی فنڈز نہیں دیئے گئے تھے ہمارے rural areas میں سولنگ، نالی کی demand ہے، جہاں بھی، جس گاؤں میں بھی ہم نے واٹر سپلائی سکیمیں دی ہیں وہ بند پڑی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ جو سیوریج چھوٹے قصبوں میں دیا جاتا ہے وہ ناکام ہے۔ اس کا ایک نقصان ہے کہ جب سیوریج دیتے ہیں تو سڑکوں کی اکھاڑ پچھاڑ تو ہو جاتی ہے مگر سیوریج بالکل نہیں چلتے ہیں لہذا چھوٹے قصبوں میں سیوریج دینے پر بالکل پابندی لگائی جائے اور جو فنڈز سیوریج کے لئے مختص کئے جاتے ہیں وہ ندی نالوں پر خرچ کر کے سیوریج کا نظام چلایا جائے اس سے گورنمنٹ کا اربوں روپیہ ضائع ہونے سے بھی بچ سکے گا۔ اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ جو ڈویلپمنٹ سکیمیں شروع کی جاتی ہیں ان کو پہلے fully funded کیا جائے، ہوتا یہ ہے کہ دس لاکھ روپے کی سکیم ہوتی ہے ایک لاکھ روپیہ دے کر شروع کرا دی جاتی ہے پھر سالہا سال اس کے فنڈز نہیں

آتے، سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتی ہیں اور عوام کو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ میری ایک یہ بھی تجویز ہے کہ بچوں کے لئے خوبصورت گراؤنڈ اور پارک بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ اس دور میں جہاں نشے کی لعنت عام ہو چکی ہے مستقبل کے معماروں کو اچھی گراؤنڈ اور خوبصورت پارک دے کر نشے کی لعنت سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ BHUs جو کہ دور دراز دیہاتی علاقوں میں ہیں ان کو ایمبولنس کے لئے خصوصی فنڈز دیئے جائیں تاکہ مریضوں کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور DHQ میں منتقل کرنے کے لئے آسانی ہو۔ زراعت کے حوالے سے میری یہ گزارش ہے کہ کھالوں کو پکا کرنے کے لئے خصوصی فنڈز مختص کئے جائیں اور کسان کو زرعی آلات کے لئے خصوصی فنڈز دیئے جائیں۔ Farm to market roads کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ کسان کو اپنی اجناس مارکیٹ تک پہنچانے میں آسانی ہو۔ ہمارا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ سکارپ ٹیوب ویل بند کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے زمینیں سیم و تھور کا شکار ہو کر بنجر ہو گئی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ ان سکارپ ٹیوب ویلوں کو دوبارہ چلایا جائے۔ ہماری لاکھوں ایکڑ زمینیں سیم و تھور کا شکار ہو کر بنجر ہو گئی ہیں تاکہ وہ کاشت کے قابل ہو سکیں۔ یہ چند ایک گزارشات تھیں جو آپ کے توسط سے وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کی ہیں مہربانی فرما کر ان پر غور و فکر کیا جائے اور عمل درآمد کروایا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب والا! میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو ابھی اجازت دیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب والا! مال روڈ بلاک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی بھی بلاک ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب والا! اب ہم نے ان کو منا لیا ہے۔ یہ تو ہمارے وزیر صاحب اور ہم نے ان کی منت سماجت کر کے cool down کیا ہے۔ میں اس سلسلے میں تھوڑی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ آپ مسئلہ حل کر کے آئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب والا! مسئلہ حل ہی ہے لیکن ہم نے تو آپ کو رپورٹ دینی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب سپیکر! آپ کے حکم سے وزیر زراعت جناب اولکھ صاحب کی قیادت میں ایک delegation یہاں سے بھیجا گیا۔ ہم جب مال روڈ پر گئے تو ہم نے دیکھا کہ مال روڈ پر گجرات کے لوگ آئے ہوئے ہیں اور وہ کوئی گجرات شہر سے نہیں بلکہ ضلع گجرات سے آئے ہوئے کافی تعداد میں لوگ تھے جو روڈ بلاک کر کے سراپا احتجاج تھے اور بپھرے ہوئے تھے۔ پہلے تو وہ بات سننے کے لئے تیار نہیں تھے مگر اولکھ صاحب اور ہم سب دوستوں نے ان کی منت سماجت کی کہ ہمیں House کی طرف سے بھیجا گیا ہے اور یہ جو کمیٹی آئی ہے کسی مخصوص پارٹی کی نہیں ہے بلکہ تمام لوگ اس میں شامل ہیں۔ ان کا ہم نے ایک delegation بنایا جن کو ہم نے اچھے طریقے سے سنا جس کی وجہ سے ہم کچھ لیٹ بھی ہو گئے۔ اصل حقائق یہ ہیں کہ ان کو سننے کے بعد ہم جس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ گجرات میں چیمبر آف کامرس کی میٹنگ تھی اور یہ پورے ضلع کے چیمبر آف کامرس کی میٹنگ تھی اور جو لوگ آئے ہوئے ہیں وہ بھی کسی ایک پارٹی کے نہیں ہیں وہ مختلف لوگ ہیں جن کا مختلف پارٹیوں سے تعلق ہے، impartial لوگ ہیں، عام شہری ہیں اور وہاں کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم چیمبر آف کامرس کی میٹنگ کر رہے تھے جس میں حاجی ناصر صاحب جو ہمارے سابقہ ایم پی اے ہیں اور حاجی عمران ظفر صاحب کے بڑے بھائی ہیں وہ بھی عہدیدار ہیں۔ یہ سارے لوگ وہاں میٹنگ کر کے بیٹھے ہوئے تھے جب یہ میٹنگ کر کے باہر نکلے تو اچانک چودھری شفاعت اور عمران مسعود صاحب کی قیادت میں چالیس پچاس لوگ آئے اور انہوں نے اچانک ان لوگوں پر حملہ کیا، حاجی ناصر صاحب کو اٹھا کر ایک گاڑی میں ڈالا، وہ لوگ اسلحہ سے لیس تھے اور تیار ہو کر آئے تھے یہ تو routine کی میٹنگ کر رہے تھے، ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا ہو گا۔ حاجی ناصر صاحب کو گاڑی میں ڈالا گیا اور کہا کہ ہم آپ کو مزہ چکھاتے ہیں کہ آپ اپنی طرف سے میٹنگیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے ان کو گاڑی میں ڈالا اور جب کچھ فاصلے پر گئے تو وہاں پر ایک show room ہے وہاں پر گجرات کا کافی تاجر طبقہ اکٹھا ہوا جنہوں نے بڑی مشکل سے حاجی صاحب کو ان کے چنگل سے چھڑایا اور ان کو ایک show room میں ڈالا اس show room پر بھی انہوں نے فائرنگ کی، اس کے شیشے توڑے اور وہاں پر کافی تشدد کیا، ایک دو دوستوں کو فائر بھی لگے، یہاں بھی کچھ زخمی لوگ موجود تھے جن کو ٹانکے

وغیرہ لگے ہوئے تھے، ان کو بھی ہم نے دیکھا۔ ان لوگوں کے تین مطالبات تھے جن پر وہ بہت زیادہ زور دے رہے تھے۔

جناب سپیکر! ویسے تو گجرات کے حالات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں ہم سب لوگ جانتے ہیں بہر حال ان کے تین مطالبات تھے، ان کا پہلا مطالبہ تو یہ تھا کہ ہماری ایف آئی آر کے جو نامزد ملزم ہیں جن میں چودھری شفاعت اور عمران مسعود بھی شامل ہیں ان کو گرفتار کیا جائے لیکن آج تک ان کے گھروں پر چھاپہ تک نہیں مارا گیا۔ حالانکہ جب یہ وقوعہ ہوا تھا اس وقت وہاں کا ڈی ایس پی (سٹی) بھی موجود تھا، موقع سے چند ایک کو گرفتار بھی کیا لیکن جو main ملزمان تھے ان کو پوچھا تک نہیں، عام سے لوگ جو ان کے ساتھ شامل تھے ان میں سے چند ایک لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ان لوگوں کو گرفتار کیا جائے کیونکہ قانون سے کوئی بالاتر نہیں ہے، جو بھی قانون شکنی کرتا ہے اس کو گرفتار کرنا چاہئے۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد بھی ان کو کوئی نہیں پوچھ رہا ہے بلکہ اب بھی ہمیں سنگین نوعیت کی قتل کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ ہم اپنے گھروں میں سو تک نہیں رہے، ہم کہیں اور سوتے ہیں، ہم پر اتنی سختی کی جارہی ہے اور گجرات کے جو اشتہاری غنڈے ہیں، گجرات اس لحاظ سے بھی مشہور ہے کہ وہ اشتہاریوں کی پناہ گاہ ہے، وہ لوگ ہر وقت ہمارا پیچھا کر رہے ہیں، ہمیں قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور ہم سر چھپاتے پھر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ گجرات میں قانون کی پاسداری ہونی چاہئے کیونکہ گجرات بھی پنجاب کا حصہ ہے مگر وہاں آج سے نہیں کئی سالوں سے یہی صورتحال بنی ہوئی ہے کہ وہاں پر جو بھی غنڈہ گردی ہوتی ہے، بڑے بڑے سنگین نوعیت کے معاملات ہوتے ہیں مگر اس پر مٹی ڈالی جاتی ہے بجائے اس کے کہ ایسے لوگوں کو گرفتار کیا جائے تاکہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ کر سکے۔ ہم سب دوستوں نے ان سے یہی کہا کہ ہم آپ کی آواز اسمبلی تک پہنچاتے ہیں اور آپ یہ احتجاج ختم کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب میں کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں قانون کی پاسداری نہ ہو یا کوئی اتنا بڑا بھی نہیں ہے کہ جو کہے کہ مجھے کوئی پوچھ نہیں سکتا، جو کوئی جرم کرے گا اس کی اس کو سزا ملے گی اس لئے میں نے یہ سارے واقعات جناب کی خدمت میں گوش گزار کئے ہیں اور ان سے ہم نے commitment کی ہے کہ ہم یہ آپ کی آواز House تک پہنچائیں گے اس لئے آپ مال روڈ کا بائیکاٹ فوری طور پر ختم کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو انصاف ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو بات آپ نے بتائی ہے اس پر اب وزیر قانون صاحب سے بھی ان کی ایک ملاقات کروادیں۔ یہ چونکہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے اور یہ جو چیزیں انہوں نے point out کی ہیں یہ وزیر قانون کو بتائیں اور ان کی ایک ملاقات وزیر قانون سے بھی کروادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب والا! بالکل کرواتے ہیں کیونکہ ہماری یہ ڈیوٹی لگی تھی۔ ہم نے یہاں آکر بتانا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ House کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ صبا صادق صاحبہ! ان کے بعد میاں رفیق صاحب!

محترمہ صبا صادق: جناب والا! Pre budget discussion میں چاہوں گی کہ میں چونکہ ایک خاتون ہوں اور خواتین کی representation کرتے ہوئے جو budget proposals بنائی جائیں، یہاں پر آپ کے وہ افراد بھی بیٹھے ہیں جنہوں نے budget planning کرنی ہے، صوبہ پنجاب میں بسنے والی جو خواتین ہیں ان کی ترقی کے لئے، ان کی معاشی بدحالی کو دور کرنے کے لئے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ وہ خواتین جو financially اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی ہیں جن کے ہاتھ میں اپنے پیسے ہوتے ہیں، وہ باپ کی محتاج ہیں، وہ خاوند کی محتاج ہیں، وہ بھائی کی محتاج ہیں اور نہ ہی وہ بیٹے کی محتاج ہیں تو ان کو اپنے حقوق بھی لینے آتے ہیں، ان کو اپنی قانونی جنگ بھی لڑنی آتی ہے اور ان کو اپنے مسائل سے نمٹنے کے لئے اپنی طاقت ان کے پاس ہوتی ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس دفعہ جب budget proposals بنائی جائیں، پچھلے بجٹ میں بھی حکومت پنجاب نے کافی emphasis کیا بہت ساری ایسی ترقیاتی سکیمیں مختلف محکموں میں مختص کی گئیں جن سے خواتین کے مسائل حل کرنے کے لئے کافی مستفید کروایا گیا۔ میں ان صاحب قلم حضرات سے گزارش کروں گی کہ جنہوں نے budget proposals draft کرنی ہیں، ہمارے وہ محکمے جو بالخصوص خواتین سے متعلقہ ہیں اور نہیں بھی ہیں، جیسے ہمارا محکمہ لائیو سٹاک ہے، ہمارے ملک کی بیشتر آبادی دیہاتوں پر مشتمل ہے ہماری وہاں بسنے والی خواتین کے لئے ایسے منصوبے دیئے جائیں کہ وہ لائیو سٹاک کی ڈویلپمنٹ کے لئے، ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے، پولٹری فارمنگ کے لئے اپنا کردار ادا کریں اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہوں۔

جناب سپیکر! اسی طرح محکمہ زراعت کے متعلق بھی عرض کروں گی چونکہ وقت کم ہے اس لئے اس کو میں summarize کروں گی کہ وہ محکمے جیسے محکمہ زراعت ہے، اس کے اندر بھی اگر آپ دیکھیں کہ دیہاتوں میں مردوں سے زیادہ عورتیں کام کر رہی ہیں اور ان خواتین کو ہر ہنر آتا ہے۔

کاشتکاری کا بھی، کٹائی کا بھی اور اس کے علاوہ بھی ہر قسم کے کام وہ وہاں پر کرتی ہیں۔ ان خواتین کے لئے ہمیں ایسی schemes introduce کرانی چاہئیں اور ان کو publicize بھی کرنا چاہئے کیونکہ بہت ساری سکیمیں محکموں کے اندر ہوتی ہیں جن کا عام عورت کو پتا نہیں چلتا even ہم جیسے پڑھے لکھے لوگوں کو بھی ان سکیموں کا پتا نہیں چلتا۔

جناب سپیکر! محکمہ ٹرانسپورٹ اس حوالے سے بہت اہم ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب اس سلسلے میں باقی دیگر دوست ممالک سے بھی ٹرانسپورٹ سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اس سال بجٹ میں ہم خواتین کے لئے بالخصوص چند ایسے شہروں میں جہاں پر بچیوں کی تعداد کالجوں اور یونیورسٹیوں میں زیادہ ہے وہاں پر بچیوں کے لئے، خواتین کے لئے ایک الگ ٹرانسپورٹ trial basis پر start کریں تاکہ خواتین بس سٹاپوں پر یا بھری ہوئی بسوں کے اندر سفر کرنے سے اجتناب کریں، avoid کریں اور اپنی علیحدہ ٹرانسپورٹ سے فائدہ حاصل کریں۔ ہوتا یہ ہے کہ بہت سارے ایسے منصوبے صرف women development یا social welfare کے اندر ڈال دیئے جاتے ہیں کہ یہ صرف انہی کا کام ہے، حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ محکمہ صحت ہے، محکمہ تعلیم ہے اور ایسے محکمے ہیں جن میں خواتین کے مسائل کو دور کرنے کے لئے، ان کی معاشی بد حالی کو دور کرنے کے لئے، ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے ہم صرف لاہور، پنڈی، اسلام آباد، ملتان یا باقی جو اضلاع ہیں اور ہمارے جو remote areas ہیں ان پر ہمیں زیادہ emphasis کرنا چاہئے۔

میری درخواست یہ ہوگی کہ اس سال ہمارے باقی محکمہ جات میں خواتین کے جو منصوبے introduce کروائے جائیں وہ ترقیاتی منصوبے ہوں جن سے خواتین small industries کی طرف آئیں۔ ہمارا ایک بہت بڑا محکمہ جو سمال انڈسٹریز کارپوریشن ہے اس کو بھی فعال کیا جائے اور اس میں جو ہم small loans دیتے ہیں، Cottage Industries کے لئے دیتے ہیں ان میں ہم خواتین کو priority دیں۔ آپ یقین رکھیں خواتین وہ loans جلد واپس کر دیتی ہیں جو خواتین کو دیئے جاتے ہیں۔ ان loans سے benefit بھی ہوگا، گورنمنٹ کو اس کا refund بھی ہوگا اور اس سے ہمارے صوبے میں خوشحالی بھی آئے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ میں Chair کی وساطت سے درخواست کروں گی کہ آپ اس کو صرف تقریر ہی نہ سمجھیں بلکہ ہم اس کی written

بھیproposals P&D Department میں submit کرائیں اور ہم انہیں تجاویز دیں گے کہ چند ایسی چیزیں initiate کریں جن سے صوبے میں بسنے والی خواتین کے مسائل میں کمی آئے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔میاں رفیق صاحب! آپ کا کیا point رہ گیا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ ۔ میں نے تو آپ کے حکم پر اختصار کر لیا تھا لیکن نوانی صاحب اور شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر نے میرا concluding point برباد کر دیا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے اخبارات میں بھی پڑھا ہوگا اور آج کے "ڈان" اخبار میں ایک احتجاجی تصویر بھی چھپی ہے کہ غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تاجران، کاشتکاران اور کسان بہت دنوں سے احتجاج پر ہیں کیونکہ محکمہ زراعت نے خاص طور پر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی منڈی پر ایک ظلم، زیادتی اور ناانصافی یہ کی ہے کہ جو کاشتکار ٹرالی پر اپنی فصل لے کر منڈی میں داخل ہو گا یا کوئی ٹرک فصل لے کر منڈی میں داخل ہو گا اس کو ایک اضافی ٹیکس دینا پڑے گا اور جو اپنی ضرورت کی چیزیں مثلاً کھاد وغیرہ لے کر جانا چاہے گا تو اسے پھر بھی ٹیکس دینا ہو گا۔یہ ایک ظالمانہ ٹیکس ہے اسے واپس لیا جائے۔میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب تک یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ مسلسل احتجاج پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا concluding point یہ ہے کہ چونکہ ٹوبہ ٹیک سنگھ خسارے میں ہے تمام ادارے، دفاتر اور ہسپتال فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے non functional ہو چکے ہیں اس لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو یہ حکم جاری کیا جائے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ضروریات کے مطابق award دیا جائے تاکہ دفاتر، ادارے اور ہسپتال functional ہو سکیں۔بے حد شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ۔اب آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 24۔جنوری 2011 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔